زحرف
از قلم فاطمہ ادریس
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

زخرف

از قلم

فاطمہ ادریس

www.novelsclubb.com

TRIGGER WARNING: There might be some scenes in this episode, that can make you uncomfortable.

www.novelsclubb.com

قسط نمبر ۲:

یوسف مرجان خان پاکستان کے سب سے بڑے سوشل ایکٹویسٹ مانے جاتے تھے۔ان کا نام صرف پاکستان میں نہیں بلکہ پاکستان سے باہر بھی انسانیت کے لیے کام کرنے والوں میں شمار ہوتا تھا۔جب وہ چھوٹے تھے تو انہیں انسانوں سے زیادہ کتابوں سے شغف تھا۔وہ دنیا سے کٹ کر کتابوں میں گھسے رہنے والے ایک ٹین ایجر تھے۔ان کے والد ملک کے ایک مشہور سرجن تھے اور چاہتے تھے کہ یوسف بھی میڈیکل کی فیلڈ میں اپنا نام پیدا کریں۔لیکن یوسف نے میڈیکل کی جگہ ہیومن سائینسس کو چنا۔ایک دفعہ ملک میں شدید زلزلہ آیا اور پورے ملک میں بڑے پیمانے پر نقصان ہوا۔یوسف گھر والوں کو بتائے بغیر ایک لڑکوں کے والنٹئیر گروپ کے ساتھ امدادی علاقوں میں مدد کے لیے چلے گئے۔وہاں ان کی زندگی جیسی کوئی لگژریز نہیں تھیں۔وہ لوگ ٹرکوں میں رات بھر مختلف شہروں سے سامان اکٹھا کرتے اور دن بھر اسے متاثرہ علاقوں میں پہنچاتے۔اس وقت یوسف کو

زندگی کا اصل مقصد سمجھ آیا۔ جب عورتیں جھولیاں اٹھا اٹھا کر انہیں دعائیں دیتیں تو یوسف کو ایک انجانی سی خوشی اور سکون محسوس ہوتا۔ اُس وقت یوسف مرجان میں ایک بھوک پیدا ہوئی۔ انسانیت کے لیے کچھ کرنے کی بھوک۔ وہ واپس آئے اور اپنے ماں باپ کو اپنے خیالات سے آگاہ کیا تو وہ اپنے بیٹے کی سوچ پر بے حد حیران ہوئے۔ یوسف کو ہر جانب سے یہی سننے کو ملا کہ وہ یہ کام نہیں کر سکیں گے اور صرف اپنا وقت اور جوانی برباد کریں گے لیکن یوسف نے کسی ایک کی نا سنی۔ انہوں نے آغاز اپنے علاقے کی بیواؤں سے کیا۔ وہ چندہ اکٹھا کرتے اور ان کی کفالت کرتے۔ ساتھ انہیں اپنا کوئی چھوٹا موٹا کاروبار کرنے میں بھی مدد کرتے۔ یونہی انہوں نے کئی عورتوں کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں مدد دی۔ لوگوں کا ان پر اعتبار بڑھتا گیا اور لوگ کثیر تعداد میں اِنہیں چندہ دینے لگے۔ انہوں نے اپنے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے غریب بچوں کے لیے سکول بنوایا اور پھر یہ سلسلہ رکا نہیں۔ وہ سکولز اور کالجز بناتے گئے۔ جلد ہی انہیں ملکی سطح پر پذیرائی ملنے لگی۔ ایک بچے نے سکول میں کسی تقریب کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے انہیں

خان بابا پکارا تو وہی سے انکا نام خان بابا پڑ گیا۔بعد میں سوشل میڈیا آنے پر یہ نام زرا جدید اصطلاح "کے بی" اختیار کر گیا۔لوگ ملکی سطح پر انہیں بے حد پسند کرنے لگے۔انہوں نے نوجوانوں کے لیے کئی سکالر شپس متعارف کروائیں لہذا وہ نوجوان طبقے کے ہیرو کا درجہ اختیار کر گئے۔انہیں بے حد پسند کیے جانے کی ایک اور وجہ انکا فٹ اور ہینڈسم وجود تھا۔ملک کی عورتیں ان پر مرتیں تھیں اور رئیسائیں اِنہیں شادی کے پیغام بھیجا کرتی تھیں البتہ وہ اس سب سے بے نیاز شخص تھے۔ایک دفعہ امریکا میں ایک ڈونیشن ڈنر پر انہیں "ایما ہارٹن" نامی ایک خاتون ملی۔وہ بہت کم گو اور ہائی ویلیوڈ عورت تھی۔یوسف کو وہ پہلی ملاقات میں ہی بے حد پسند آئی۔ایما یوسف کے کام کی مداح تھی۔جلد ہی وہ دونوں ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہو گئے۔کچھ ہی عرصے میں انہوں نے شادی کر لی۔ایک کرسچن عورت سے شادی پر انہیں خاندان والوں سے بہت کچھ سننے کو ملا۔یوسف کے ماں باپ نے ایما کو قبول کر لیا تو اُن کے لیے یہی بہت تھا۔یوسف کو ایما سے بے حد محبت تھی۔وہ دنیا سے کٹ کے رہنے والی عورت تھی۔اسے انسانوں سے

www.novelsclubb.com

زیادہ پودوں اور جانوروں سے لگاؤ تھا۔اس وقت لاہور میں ابھی اتنی آبادی نہیں تھی اور صرف کھیت ہی نظر آتے تھے۔یوسف کا گھر بھی کھیتوں کے درمیان گھرا ہوا تھا۔ان کے ہاں بہت سے پالتوں جانور تھے۔جب کبھی وہ لنچ بریک پر آفس سے گھر آتے تو ایما اِنہیں دور کھیتوں میں درخت سے بندھے جھولے پر بیٹھی نظر آتی۔وہ بیچ میں بیٹھی ہوتی اور سب جانور اس کے ارد گرد جھنڈ بنا کر مزے سے بیٹھے ہوتے۔وہ وہی دور کھڑے اسے کئی لمحے دیکھتے رہتے۔وہ اکثر ایما سے محبت کا اظہار کرتے تو وہ سر جھکا کر ہنس دیتی۔انکی شادی کے کچھ ہی عرصے بعد انکے گھر ایک بیٹی پیدا ہوئی۔یوسف نے اسکا نام زخرف مرجان رکھا۔زخرف کے پیدا ہوتے ہی ایما کو دل کا عارضہ لاحق ہو گیا۔وہ سخت تکلیف میں رہنے لگی۔اس سب کے باوجود اسے اپنی بیٹی سے بے حد محبت تھی۔زخرف کی پیدائش کے دو سال بعد یوسف کی زندگی میں ایک ایسا دن آیا جس دن وہ اپنا سب کچھ کھو بیٹھے۔ہارٹ اٹیک سے ایما دم توڑ گئی۔اسی دن ایک حادثے میں یوسف سے انکی بیٹی بھی بچھڑ گئی۔وہ دن یوسف کی زندگی پر کسی قیامت کی طرح اترا تھا۔ایک ہی دن میں انکا سب کچھ لٹ

گیا۔لیکن یوسف نے ہار نہیں مانی۔اُنہوں نے جینا نہیں چھوڑا اور ناہی اپنا کام۔وہ جانتے تھے وہ کئی بے سہارا لوگوں کے لیے سہارا ہیں۔انہیں پوری امید تھی کہ انکی بیٹی،انکی زخرف ایک دن انہیں مل جائے گی۔

....

وہ اپنے اپارٹمنٹ کے لاؤنج کے وسط میں کھڑی تھی۔

"کہیں وہ لڑکا صحافی تو نہیں۔"اس نے بمشکل تھوک نگلا اور اگلے ہی لمحے وہ باہر کو بھاگی۔

کچھ دیر بعد وہ نیچے سیکیورٹی گارڈ کے پاس کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بیٹا مجھے کیا معلوم کے وہ کون ہے۔میں بس اتنا جانتا ہوں کے وہ صبح ہی تھوڑے سے سامان کے ساتھ شفٹ ہوا ہے۔"

"لیکن چچا آپ ایسے کیسے کسی کو بھی یہاں پر رہنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔پہلے آپ اس کی چھان بین تو کریں۔مجھے تو وہ شکل سے ہی غلط انسان لگ رہا ہے۔"

اسے نا جانے کس پر غصہ آ رہا تھا۔

"بیٹا ایسے کام تو انتظامیہ کرتی ہے میں کچھ نہیں کر سکتا لیکن پھر بھی تم احتیاط کرنا۔ اپنا دروازہ ہر وقت بند رکھنا۔"

سیکیورٹی گارڈ سے بات کر کے وہ شکست خوردہ سی واپس اوپر آ گئی۔سارا دن وہ اسی بارے میں سوچتی رہی اور رات کو یہ عزم کر کے سوئی کہ وہ ہر حال میں اس لڑکے کی حقیقت جاننے کی کوشش کرے گی۔

اگلے روز وہ دفتر کے لیے تیار سی لفٹ میں داخل ہوئی تو وہ لڑکا بھی اس کے ساتھ ہی داخل ہوا۔آج اس نے براون ڈریس پینٹ پر سفید ڈریس شرٹ پہن رکھی تھی۔شرٹ کی آستینیں اوپر کو موڑی ہوئی تھیں،ایک بازوں پر کوٹ ڈال رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ میں لیپ ٹاپ بیگ تھا۔اپنے حلیے سے وہ صحافی ہر گز نا لگتا تھا۔وہ سنجیدہ سا لفٹ کے دروازوں کو دیکھ رہا تھا اور زخرف مشکوک نظروں سے اسے۔

www.novelsclubb.com

"صحافی ہو نا تم ؟"زخرف نے لفٹ میں چھائی خاموشی کو توڑا۔لڑکے نے اکتا کر اسے دیکھا۔

"Why are you so obssessed with me girl?" اکتا کر بولا۔

"واٹ ؟"زخرف کو حیرت کا جھٹکا لگا۔وہ اسے سمجھ کیا رہا تھا۔

"کل سے تم میرا دماغ کھا رہی ہو،آخر تمہارا مسئلہ کیا ہے؟"

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم جیسے لڑکوں سے بات کر کے اپنا وقت ضائع کرنے کا۔وہ تو تم مجھے خود اپنے آپ پر شک کرنے پر مجبور کر رہے ہو۔پہلے تم کے بی کے دفتر میں مجھ سے ٹکرائے اور پھر تم میری ہی بلڈنگ میں میرے ہی ہمسائے بن کر رہنے لگے۔اینڈ پلیز ڈونٹ ٹیل می کے یہ سب اتفاق ہے۔"

"میں نہیں جانتا کہ یہ سب کیا ہے، لیکن اگر واقعی یہ سب اتفاق ہے تو یقین جانو دنیا کا سب سے بدترین اتفاق ہے۔" لفٹ کے دروازے کھل گئے تو وہ آگے بڑھ گیا۔ جاتے ہوئے منہ میں بڑبڑایا

"اللہ دشمن کو بھی تمہارے جیسی ہمسائی نا دے" جو کہ زخرف نے سن لیا۔ وہ اپنی نیو ڈہیلز سے اس کے پیچھے دوڑی اور اس کے سامنے آکر اس کا راستہ روک لیا۔

"کے بی کے دفتر میں کیا کر رہے تھے تم؟" دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور پوری ڈھٹائی سے بولی۔ اس چیز کو مکمل طور پر نظر انداز کر کے کہ وہ بنیادی اخلاقیات کی ساری حدود کو پار کر رہی ہے۔

"اوہ گاڈ۔۔۔ ٹھیک ہے یہی سوال میں بھی تم سے کر سکتا ہوں، تم خان بابا کے دفتر میں کیا کر رہی تھی۔" اسی کے انداز میں سینے پر ہاتھ باندھ کر بولا۔

"میں۔۔۔ آ۔۔۔ میں تو کے بی کے فیملی فرینڈز میں سے ہوں۔ اب تم بتاؤ۔" فخریہ سر بلند کر کے بولی۔ اس کی بات پر وہ ایک دم ہنسا۔

www.novelsclubb.com

"واوؔ کیا اتفاق ہے، میں بھی خان بابا کے فیملی فرینڈز میں سے ہوں۔" کہہ کر وہ رکا نہیں بلکہ پارکنگ میں اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

"جھوٹا۔" پیچھے سے اونچی آواز میں بولی۔

"بے وقوف لڑکی۔"

"تم نے ایک دفعہ مزید مجھے بے وقوف کہا نا تو میں تمہارے خلاف یہاں کی انتظامیہ میں کمپلین کر دوں گی۔" وہ مزید اونچا چلائی۔ وہ ایک گاڑی تک پہنچ چکا تھا۔ کالے رنگ کی مرسڈیز۔ زخرف کو یقین نا آیا۔

"اور اگر اب تم نے میرا سر کھایا نا تو میں تمہارے خلاف پولیس سٹیشن جا کر حراسمینٹ کا کیس کروا دوں گا۔" وہ بھی اونچی آواز میں بولا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"پتہ نہیں خود کو کیا سمجھتا ہے۔" زخرف بھی جلتی بھنتی اپنی کلٹس کی جانب بڑھ گئی۔ البتہ اسکا شک مزید بڑھ گیا تھا۔ ایک مرسڈیز افورڈ کرنے والا شخص اس

www.novelsclubb.com

معمولی بلڈنگ میں کیوں رہے گا؟ جہاں رہنے والے آدھے لوگ ہی گاڑی افورڈ کر سکتے تھے۔ وہ بھی مہران یا کلٹس۔ کچھ تو تھا اس کے بارے میں مشکوک۔

....

"تو پھر کیسا لگا تمہیں انکا دفتر؟" ایذا مونگ پھلی کھاتے ہوئے بولی۔ زخرف اپنے کمپوٹر پر جھکی کام میں مصروف تھی۔

"اتنا عالیشان نہیں جتنا میں سمجھتی تھی۔"

"ہاں تو میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ وہ ایک سادہ سے انسان ہیں۔"

"خیر پھر بھی زندگی تو عالیشان ہی ہے انکی۔ اور تمہیں پتہ ہے انکا سٹاف کتنا بدتمیز ہے۔ وہ تو مجھے اندر نہیں جانے دے رہے تھے، انہیں لگ رہا تھا کہ میں کے بی کی کوئی پاگل کھسکی ہوئی فین ہوں۔" اس بات پر ایذا نے ایک دم قہقہہ لگایا۔ زخرف نے غصے سے اسے گھورا۔

"بہت اچھا ہوا، تمہارے ساتھ ایسے ہی ہونا چاہیے تھا۔ جو لوگ کے بی کی قدر نہیں کرتے ناانکے ساتھ یہی ہونا چاہیے۔" وہ ہنستی جارہی تھی۔

"بہت ذلیل عورت ہو تم۔"

سامنے سے جمیل تیزی سے چلتا آرہا تھا۔ ایذا نے فوراموںگ پھلی کا پیکٹ ڈیسک کے نیچے پھینکا اور اپنے کمپیوٹر پر جھک گئی۔ وہ ان کے قریب آیا اور زخرف کے ڈیسک پر انگلی سے دستک دی۔

"فائل پروف ریڈ کر دی ہے تم نے؟" وہ کافی اجلت میں لگتا تھا۔

"ہاں۔" زخرف ڈیسک سے سر اٹھا کر بولی۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے سینڈ کرو مجھے۔"

"اوکے۔" زخرف نے مطلوبہ فولڈر کھولا اور وہ کھولتے ہی اسے حیرت ہوئی۔

"یہی تو سیو کی تھی میں نے فائل، پھر یہ فولڈر خالی کیسے ہے۔" جمیل فوراً اس کے ڈیسک پر جھکا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔"

"جمیل میں نے تو فائل یہی سیو کی تھی لیکن اب وہ یہاں نہیں ہے۔" جمیل کا تو دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"کیا مطلب ہے۔زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔" وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ زخرف بار بار ریفریش کر رہی تھی لیکن وہ فولڈر بلکل خالی تھا۔اس کی کچھ مزید فائلز بھی وہاں سیو تھیں لیکن اب ساری فائلز غائب تھیں۔

"مجھے وہ فائل چاہیے ہے سمجھی تم۔میں تم پر اتنا بھروسہ کر کے اتنی اہم فائلز تمہارے حوالے کرتا ہوں۔"

"اور میں ہمیشہ ٹھیک سے کام کرتی ہوں۔اب مجھے کیا پتہ کے وہ فائل کہاں گئی۔میں تو خود حیران ہوں۔" ایزا اور باقی سب بھی کام چھوڑے ان دونوں کو ایک دوسرے پر چلاتے دیکھ رہے تھے۔

"یہ میرا مسئلہ نہیں ہے زخرف۔مجھے وہ فائل چاہیے۔"

"اتنا چیخ کیوں رہے ہو۔ مجھے دوبارہ وہ فائل بھیجو میں ایک گھنٹے میں پروف ریڈ کردوں گی۔"

"کہاں سے بھیجوں فائل، میں وہ ڈیلیٹ کرچکا ہوں۔" اب کے حیران ہونے کی باری زخرف کی تھی۔

"واٹ؟"

"لو پھر تو بات ہی ختم۔" ایذا نے ہاتھ جھاڑے۔ "ساری غلطی تمہاری ہے جمیل، تم اتنے نان سیرئیس کیسے ہو سکتے ہو کہ تم نے کمپنی کی اتنی اہم فائل ہی ڈیلیٹ کردی، چچ چچ۔" افسوس سے سر جھٹکتے بولی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں پھپھو بننے کی ضرورت نہیں ہے۔" جمیل نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کی اور پھر زخرف کی جانب مڑا۔

"میرے کمپیوٹر میں کچھ مسئلہ تھا تو مجھے بہت کچھ ڈیلیٹ کرنا پڑا۔ مجھے تسلی تھی کہ وہ فائل تمہارے پاس ہے۔" اس نے زور سے اپنے بال کھینچے۔

"دوبارہ دیکھو یہی ہوگی۔" دوبارہ اس کے کمپیوٹر کے اوپر جھکا۔

"نہیں ہے جمیل۔" زخرف نے سر دونوں ہاتھوں میں گرادیا۔ جمیل نے دانت پیستے ہوئے زخرف کا چہرہ دیکھا اور سیدھا ہو کر لہجہ بے حد سخت کر کے بولا۔" میری بات کان کھول کر سنو لڑکی۔ وہ فائل میں نے پیر والے دن باس کے ٹیبل پر رکھنی ہے۔ اس وقت تک جہاں سے مرضی وہ فائل لے کر آؤ۔ ورنہ تمہاری نوکری گئی۔" کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔

"کتنا تیز ہے یہ۔ غلطی اپنی ہے اور سارا ملبہ تم پر ڈال دیا۔"

"میں وہ فائل کہاں سے لاؤں گی ایذا۔" زخرف افسوس سے کمپیوٹر کی سکرین کو دیکھ رہی تھی جہاں خالی فولڈر کھلا پڑا تھا۔ اس نے زور سے آنکھیں میچیں۔ پہلے زندگی میں کم مسئلے تھے جو یہ بھی آگیا۔

"زی تم مانو یا مانو، یہی سے کسی کی حرکت ہے۔" ایذا ہلکی سی آواز میں بولی۔

"لیکن ایزا میں نے جب وہ فائل سیو کی تھی اس کے بعد تو میں ایک دفعہ بھی اپنے ڈیسک سے نہیں اٹھی۔"

"اچھا تم پریشان مت ہو ہم کوئی نا کوئی حل نکال لیں گے۔"

"کیسے پریشان نا ہوں۔ کہاں سے لاؤں گی میں وہ فائل۔" ایزا خاموشی سے کچھ سوچنے لگی پھر جیسے کوئی انکشاف ہونے پر فورا بولی۔

"ایک ہی کام ہو سکتا ہے۔"

"کیا۔" زخرف نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔ ایزا اس کی جانب جھکی اور آہستہ آواز میں بولی۔

www.novelsclubb.com

"یہی کہ وہ فائل کسی نے ہیک کر لی ہے۔"

"ہیک؟ وہ معمولی سی فائل کون ہیک کرے گا اور کیوں کرے گا۔" زخرف نے سر جھٹکا۔ شاید ایزا کا دماغ چل گیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے نہیں پتہ لیکن مجھے کچھ اور بھی سمجھ نہیں آ رہی۔" ایذا نے کندھے اچکائے۔

البتہ زخرف اب ایک گہری سوچ میں تھی۔ اس نے سر اٹھا کر اس ہال میں بیٹھے سب نفوس کو دیکھا۔ وہ جانتی تھی بہت سے لوگ اسے پسند نہیں کرتے اور ہمیشہ نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو کیا واقعی کسی نے؟۔۔۔۔

وہ فوراً سے اٹھی، اپنا پرس اور فون بھی اٹھایا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"تھوڑی دیر تک آ جاؤں گی۔" وہ باہر کو بھاگی۔

باہر آ کر اس نے ایک نمبر ملایا۔

"ہیلو ثمرین، کیسی ہو؟" وہ پارکنگ میں اپنی گاڑی کے ساتھ کھڑی تھی۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں۔ تم بتاؤ، تم تو یونیورسٹی کے بعد غائب ہی ہو گئی ہو۔" وہ اس کی یونیورسٹی کی کوئی کلاس فیلو تھی۔

"ہاں وہ دراصل جاب میں بہت بزی رہتی ہوں۔ میں کال کروں گی تمہیں بعد میں لیکن فلحال مجھے تمہاری ایک مدد چاہیے۔"

"ہاں ہاں بولو۔"

"تمہیں وہ لڑکا یاد ہے، جب ایک دفعہ ہماری لیب کے کمپیوٹر سے کچھ اہم ڈاکیومینٹس ہیک ہو گئے تھے تو اس نے ان کو ریکور کیا تھا۔"

"ہاں، حمزہ کی بات کر رہی ہو نا۔"

"ہاں وہی حمزہ، مجھے اسکا نمبر چاہیے تھا۔"

"میرے پاس اسکا نمبر ہے لیکن کافی عرصے سے اس سے رابطہ نہیں ہوا لیکن میں بھیج دیتی ہوں تمہیں نمبر۔"

کچھ دیر بعد وہ ثمرین کا بھیجا ہوا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ ایک دو گھنٹی کے بعد ہی کال اٹھا لی گئی۔

"ہیلو۔" دوسری جانب سے ایک خشک سی آواز ابھری۔

"یہ حمزہ کا نمبر ہے؟"

"بولو۔"نہایت ہی خشک۔

"حمزہ میں زخرف ہوں۔ ہم ایک ہی بیچ میں پڑھتے۔۔۔"

"پھر۔"زخرف نے فون کو گھورا۔کوئی اتنا خشک کیسے ہو سکتا ہے۔

"تمہیں یاد ہے ایک دفعہ ہماری لیب کے کچھ ڈاکیومینٹس۔۔۔"

"کام کی بات پر آؤ۔"زخرف نے گہری سانس لی۔

"دراصل میری ایک اہم فائل ہیک ہو گئی ہے اور۔۔۔"دوسری جانب سے کھٹاک سے فون بند کر دیا گیا۔

"کتنا روڈ ہے۔اگر بات نہیں کرنی تھی تو فون کیوں اٹھایا تھا۔"زخرف نے غصے سے فون کان سے ہٹایا اور بڑبڑاتی واپس دفتر کی عمارت کی جانب بڑھنے لگی جب اس کو اسی نمبر سے میسج موصول ہوا۔اس نے فورا میسج کھولا۔اس لڑکے نے اسے ایک کیفے کی لوکیشن بھیجی تھی۔یقیناوہ اسے وہاں پر بلا رہا تھا۔زخرف فورا سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گاڑی میں بیٹھی اور لوکیشن گوگل میپ پر ڈال دی۔ راستے میں اس نے اپنے اپارٹمنٹ سے لیپ ٹاپ بھی لے لیا جو کہ اس کے آفس کے کمپیوٹر کے ساتھ ریموٹلی کنیکٹ ہوتا تھا۔

....

وہ شیشے کی دیواروں سے بنا ایک چھوٹا اور خوبصورت سا کیفے تھا۔ شیشے کی دیواروں سے دھوپ چھن کے اندر آرہی تھی اور اس کی سنہری کرنوں نے کیفے کو مزید دلکش بنا دیا تھا۔ وہاں اکا دکا لوگ بیٹھے اپنے لیپ ٹاپس پر جھکے اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ وہ لیپ ٹاپ ہاتھ میں پکڑے کیفے میں داخل ہوئی اور چاروں طرف نظر دوڑائی۔ اسے ٹھیک سے اپنے کلاس فیلو کی شکل بھی یاد نہیں تھی۔ وہ ایک دو کرسیوں والی میز کی جانب بڑھی اور ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں ایک نوجوان ہاتھ میں لیپ ٹاپ پکڑے کیفے میں داخل ہوا۔ وہ لمبے قد کاٹھ کا نوجوان تھا۔ گرے رنگ کی ہڈی پہن رکھی تھی جس کی کیپ سے سر کو ڈھکا ہوا تھا۔ وہ بنا کسی تردد کے زخرف کو پہچان کر اس کی جانب آگیا۔

www.novelsclubb.com

"دو کیپیچینو لاتے اور چار چاکلیٹ ڈونٹس۔" ناسلام نادعا، اتنا کہہ کر کرسی کھینچ کر بیٹھا اور اپنا لیپ ٹاپ کھول کر کھٹ پٹ کیز دبانے لگا۔ زخرف نے سر جھٹکا۔ اتنا تو وہ جان ہی گئی تھی کہ وہ خشک ترین انسان ہے۔ اس نے دور کھڑے ویٹر کو اشارہ کیا۔ ویٹر قریب آیا تو اسے آرڈر لکھوانے لگی۔

"ایک کیپیچینو لاتے اور دو چاکلیٹ ڈونٹس۔" اس کے بولنے پر ہڈی والے نے لیپ ٹاپ سے سر اٹھا کر غصے سے اسے دیکھا۔ ماتھے پر تین چار بل بھی پڑے۔

"لگتا ہے تمہیں ٹھیک سے سنائی نہیں دیتا۔ میں نے دو کافی اور چار ڈونٹس کہا ہے۔"

"مجھے کافی کی طلب نہیں ہے۔" سنجیدگی سے بولی۔ اگر وہ دو کافی کہہ رہا ہے تو ظاہر ہے ایک اسی کے لیے ہو گی۔

"تو تمہارے لیے کہا بھی کس نے ہے۔ یہ سب میرے لیے ہے۔" کہہ کر پھر سے لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔ زخرف نے ضبط سے ہونٹ بھینچے اور ویٹر کی جانب مڑی۔

زبردستی ہونٹوں پر مسکراہٹ لا کر ٹھیک آرڈر لکھوایا۔جب ویٹر چلا گیا تو وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"میری جاب کا سوال ہے۔اگر وہ فائل نا۔۔۔۔"

"میرا حافظہ بہت اچھا ہے۔" وہ بغیر اس کو دیکھے بولا۔

"کیا۔"

"پانچواں سمیسٹر اور چوتھا مڈ ٹرم کا پیپر تھا وہ۔میں تمہارے پیچھے بیٹھا تھا۔صرف ایک ایم سی کیو پوچھا تھا میں نے اور تم نے پیچھے مڑ کر دیکھنا بھی پسند نہیں کیا۔"

زخرف نے تین چار دفعہ آنکھیں جھپکائیں۔کیا چیز تھا وہ۔اسے تو کچھ یاد بھی نہیں تھا۔بلکہ وہ تو کلاس میں اس کو زیادہ نوٹس بھی نہیں کرتی تھی۔

"دیکھو حمزہ وہ سب پرانی باتیں ہیں اور میں تو۔۔۔۔" اس نے کڑوا گھونٹ پیا۔اسے اس لڑکے سے کام نکلوانا تھا۔لیکن نہیں اس نے پھر سے اس کی بات کاٹ دی۔

www.novelsclubb.com

"پہلی بات تم مجھے حمزہ نہیں ایچ بولو گی اور دوسری بات تمہارا لیپ ٹاپ؟" زخرف نے فوراً اپنا لیپ ٹاپ آن کر کے اس کے سامنے کیا۔ کچھ دیر تک وہ دونوں لیپ ٹاپس پر کیز دباتا رہا۔ زخرف نہیں دیکھ سکتی تھی کہ وہ کیا کر رہا ہے کیونکہ وہ دوسری جانب بیٹھی تھی۔ اچانک سے اپنے لیپ ٹاپ کو دیکھتے ہوئے اس لڑکے کا رنگ پھیکا پڑا۔ زخرف نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟"

لڑکے نے اپنا لیپ ٹاپ فولڈ کیا اور اٹھ کر باہر کو بھاگ گیا۔ زخرف اسے آوازیں دیتی رہ گئی لیکن وہ نہیں رکا۔

"عجیب ذہنی مریض ہے۔" اس نے اپنا لیپ ٹاپ تھاما اور آرڈر کینسل کروا کر وہ بھی واپس چلی گئی۔

....

وہ دونوں اس وقت لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے تھے۔یوسف یونہی بیٹھے بیٹھے صوفے پر پیچھے کو ٹیک لگائے سو گئے تھے۔زخرف کی نظریں ٹی وی کی سکرین پر جمی تھیں جہاں کوئی کورین ڈرامہ چل رہا تھا۔دماغ اسکا فائل میں ہی اٹکا تھا۔اچانک سے سکرین پر کچھ ایسا آیا کہ زخرف کا دھیان مکمل طور پر اس طرف مبذول ہوا۔وہاں ایک لڑکا ایک لڑکی کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔جیسے ہی لڑکی کی رفتار کم ہوئی لڑکے نے اس کو پیٹ سے دبوچ لیا۔یک دم زخرف کا ایک ہاتھ اس کے پیٹ پر گیا۔اس نے چہرہ موڑ کر یوسف کو دیکھا وہ گہری نیند سو رہے تھے۔سکرین پر لڑکی اب لڑکے کے بازوؤں میں تڑپ رہی تھی اور چیخ چِلا رہی تھی۔زخرف کا پیٹ پر رکھا ہاتھ ہلکا سا کپکپانے لگا۔اس نے ٹی وی بند کیا اور اپنے کمرے میں آکر بیڈ پر لیٹ گئی۔آہستہ آہستہ اس کا پورا جسم کانپنے لگا۔اس نے ڈرار سے دوائیاں نکالیں،انہیں پھانکا اور زبردستی سونے کی کوشش کرنے لگی۔نیند طاری ہوئی لیکن نیند کی حالت میں ہی دماغ کی سلیٹ پر کچھ مناظر ابھرنے لگے۔ماضی کے وہ بھیانک مناظر جو آج بھی اسکا پیچھا نہیں چھوڑتے تھے۔

سولہ سترہ سال کی زخرف اس پسماندہ سے گھر کی چھت پر کھڑی تھی۔اس کے ہاتھ میں چھوٹے چھوٹے پتھر تھے جو وہ گلی سے گزرنے والے لوگوں کو مارتی اور پھر پیچھے ہٹ کر خوب ہنستی۔آج گھر پر شمونا خالہ آئی تھیں اس لیے وہ چھت پر آگئی تھی۔وہ زخرف کو شدید ناپسند کرتی تھیں۔

"تو تم یہاں چھپی ہو۔" شمونا خالہ کا بیٹا اسامہ جو کہ اس سے کئی سال بڑا تھا چھت کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتے ہوئے بولا۔

"کیا کر رہی ہو۔" وہ اس کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔زخرف نے پتھر ایک جانب پھینک دیے۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں۔" وہ سنجیدہ سی دیوار کے ساتھ لگی نیچے دیکھنے لگی۔

"یہ لو تمہارے لیے لایا ہوں۔" اسامہ نے ایک چاکلیٹ زخرف کی جانب بڑھائی۔

"مجھے نہیں چاہیے۔" زخرف نے چاکلیٹ کی جانب دیکھا لیکن اسے چھوا نہیں۔

"ارے لے لو نا۔امی اور خالہ سے چھپا کر لایا ہوں۔"اس نے زبردستی چاکلیٹ اس کے ہاتھ میں تھمادی۔زخرف نے چاکلیٹ دیوار پر رکھ دی۔

"ویسے میں نوٹس کرتا ہوں،خالہ زیادتی کر جاتی ہیں تمہارے ساتھ۔اپنے کپڑوں کو ہی دیکھ لو۔ کبھی تمہیں ڈھنگ کے کپڑے نہیں لے کر دیے انہوں نے۔"زخرف نے کوئی جواب نہیں دیا۔چپ چاپ نیچے دیکھتی رہی۔

"ایک کام کرتے ہیں۔کل میں تمہیں تمہارے سکول کے باہر سے پک کر لوں گا۔ پھر ہم جا کر خوب شاپنگ کریں گے۔"اس کی جانب جھک کر دھیرے سے بولا۔

"مجھے کچھ نہیں چاہیے اسامہ بھائی۔"زخرف نامحسوس طریقے سے تھوڑا سا پیچھے ہٹی۔

"کیوں بھئی تمہارا دل نہیں چاہتا دوسری لڑکیوں کی طرح اچھے کپڑے پہننے کو۔"وہ کہتے ہوئے گہری نظروں سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھ رہا تھا۔

"نہیں۔"

www.novelsclubb.com

"اچھا تو پھر کچھ کھانے چلے گے۔ بہت مزے مزے کے کھانے کھلاؤں گا تمہیں۔"

"مجھے کچھ کام ہے۔" زخرف سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی لیکن اسامہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"اتنی بھی کیا اکڑ ہے تم میں۔" دانت پیس کر بولا۔

"میرا ہاتھ چھوڑیں اسامہ بھائی۔" زخرف نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا لیکن وہ مکمل طور پر اسکی گرفت میں تھا۔ اس نے زور سے اسامہ کے ہاتھ پر دانتوں سے کاٹا۔ تکلیف کے باعث اس نے فوراً سے ہاتھ چھوڑ دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے بھاگتی اسامہ نے اسے پیٹ سے دبوچ لیا۔ اس کی انگلیاں مکمل طور پر زخرف کے پیٹ میں پیوست تھیں۔ تکلیف کے مارے زخرف کی دھاڑوں کی صورت چیخیں نکلیں۔ اگلے ہی لمحے اسامہ اسے چھوڑ کر نیچے کو بھاگا۔ زخرف کا درد شدید تھا لیکن وہ بھی اسکے پیچھے بھاگی۔ وہ جانتی تھی وہ نیچے جا کر کیا کرے گا۔

نیچے سب چیخوں کی آوازیں سن کر صحن میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ فیضی سیڑھیوں کے قریب کھڑا تھا۔

"فیضی تمہاری بہن پاگل ہو گئی ہے۔" اسامہ سیڑھیوں سے دوڑ کر اترتے ہوئے بولا۔ زخرف بھی نیچے آئی اور فیضی سے لپٹ گئی۔

"فیضی اس نے میرے ساتھ بد تمیزی کی ہے۔ اس نے۔۔۔"

"استغفر اللہ، کتنی جھوٹی ہے یہ خالہ میں آپکو بتاتا ہوں۔" وہ فرزانہ کی جانب مڑا۔ شمونا بھی ہکا بکا سی اس کے ساتھ کھڑی تھی۔

"کہہ رہی تھی کہ مجھے کپڑے دلاؤ، میں نے کہا جا کر خالہ کو بتاتا ہوں تو چیخیں مارنے لگی۔"

"نہیں فیضی یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اس نے میرے ساتھ بہت بد تمیزی کی ہے۔" وہ فیضی کا چہرہ پکڑے آنسوؤں کے بیچ بول رہی تھی۔ فیضی بے بسی سے کبھی اس کو دیکھتا تو کبھی اسامہ کو۔

"بس بہت ہوگئی میری بے عزتی خالہ اب میں اس گھر میں ایک لمحہ نہیں رکوں گا۔" اسامہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

"ہائے میرے ربا۔" شمونا سر پر ہاتھ مار کر بولی۔ "میں تجھے کہتی تھی فرزانہ ایک دن یہ لڑکی کوئی گل کھلائے گی۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ میرے بیٹے کے پیچھے ہی پڑ جائے گی۔"

"فیضی میرا یقین کرو۔ پلیز فیضی۔" وہ فیضی کا بازوں پکڑے اسے جھنجوڑ رہی تھی۔ دادی اپنی وہیل چیئر گھسیٹتی باہر آئیں۔ لیکن اس سے پہلے کے زخرف دادی کے پاس بھاگتی، فرزانہ نے آگے ہو کر اسے ایک بازوں سے پکڑ لیا۔

"سانیا دادی کو اندر لے کر جاؤ اور دروازہ بند کر دو۔" سانیا فوراً دادی کی وہیل چیئر گھسیٹتی اندر لے گئی۔ دادی چیختی رہیں لیکن اس نے وہیل چیئر اندر کر کے کمرے کا دروازہ لاک کر دیا۔ فرزانہ نے زخرف کو ایک بازوں سے دبوچ رکھا تھا اور زخرف نے دوسرے ہاتھ سے فیضی کو۔

"فیضی میرا یقین کرو وہ جھوٹ بول رہا ہے۔" وہ صرف فیضی کو دیکھ رہی تھی جیسے تھوڑی امید ہو کہ وہ اسے بچالے گا۔ فیضی ماں کی جانب بڑھا۔

"امی جانے بھی دیں۔"

"فیضی پیچھے ہٹ جا۔" فرزانہ گرج کر بولی۔ اور بس ایک دفعہ ماں کا کہنا تھا کہ فیضی اپنی بازوں چھڑوا کر باہر نکل گیا۔ وہاں صحن میں کپڑے دھونے والا ڈنڈا پڑا تھا۔ فرزانہ نے وہ پکڑ لیا۔ پورے گھر میں زخرف کی چیخیں گونج رہی تھیں لیکن سب خاموشی سے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ دادی کمرے کے اس پار سے فرزانہ کو آوازیں دیتے ہوئے رحم کی بھیک مانگ رہی تھیں۔

اسکا دماغ نیند کی غنودگی سے کافی حد تک جاگ گیا تھا۔ وہ اصل میں بھی وہی بستر پر لیٹی اونچی اونچی چیخ رہی تھی۔ یوسف دوڑتے ہوئے اس کے کمرے میں آئے اور بستر پر آکر اس کو تھاما۔ وہ ہاتھ پیر چلاتے ہوئے چیختی جارہی تھی۔

"زخرف بیٹا کیا ہو گیا ہے۔ ہوش کرو۔" ان کی آواز پر زخرف نے آنکھیں کھولیں اور خاموش ہو گئی۔ اس کا جسم پسینے سے تر تھا اور وہ بے حد کانپ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے، کیا تم نے کوئی برا خواب دیکھا ہے۔" انہوں نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔

"ہاں۔۔۔۔ برا خواب دیکھا ہے۔" وہ روتی ہوئی زور سے ان سے لپٹ گئی۔ یوسف نے اسے پانی پلایا اور اسکا سر اپنے سینے سے لگا کر اسے تھپتھپانے لگے۔

"آپ کہیں مت جائیے گا، میرے پاس رہیں پلیز۔۔" وہ ہتھیلیوں سے اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولی۔ یوسف کی آنکھوں میں بے پناہ پانی جمع ہو گیا۔ انہوں نے جھک کر اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔

"میں یہی ہوں تمہارے پاس۔ تم بے فکر ہو کر سو جاؤ۔" وہ اس وقت تک اس کے پاس بیٹھے رہے جب تک زخرف گہری نیند نہیں سو گئی۔

....

یوسف اور علی مراد زخرف کے اپارٹمنٹ کے لاونج میں بیٹھے تھے۔ تقریباً فجر کے وقت زخرف پھر سے ویسے ہی چیخنے لگی تھی۔ جب یوسف کو سمجھ نا آئی تو انہوں نے ایذا کو کال کر کے بلا لیا۔ ایذا نے آکر ان کو تسلی دی۔

"آپ پریشان مت ہوں کے بی، ایسا زخرف کے ساتھ پہلی دفعہ نہیں ہوا۔ دوا لے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔"

"کیسی دوا؟ اور ایسا کیوں ہوتا ہے زخرف کے ساتھ۔"

ایذا کچھ دیر الفاظ کا چناو کرتی رہی، پھر بولی تو آواز میں تکلیف نمایاں تھی۔ "زخرف کی فوسٹر فیملی نے اس پر بہت ظلم کیے ہیں۔ وہ چاہ کر بھی وہ سب بھول نہیں پاتی اور اکثر وہی سب اس کے خوابوں میں بھی آتا ہے۔" یوسف بے حد پریشان ہو گئے تھے۔ ایذا کو جب کچھ سمجھ نا آئی تو اس نے علی مراد کو کال کر کے بلا لیا۔ خود وہ یوسف اور زخرف کے لیے ناشتہ بنا کر دفتر چلی گئی۔

علی مراد یوسف مرجان کو دیکھ کر کچھ لمحے فین مومنٹ کی وجہ سے کچھ بول نا پایا، البتہ اب وہ کافی حد تک سنبھل گیا تھا۔

"پاسٹ ٹراما، یہی بلاتے ہیں اسے۔ یہ ایسے ہوتا ہے کہ اگر آپ کے ماضی میں کوئی برا واقعہ پیش آیا ہو اور آپ اس سے مکمل طور پر ہیل نا ہو سکے ہوں۔ اس صورت میں انسان اپنے ماضی اور اس سے ملنے والی تکلیفوں سے کبھی جان نہیں چھڑوا پاتا۔" یوسف کافی دیر کچھ بول نا پائے۔ ان کی پھول جیسی بیٹی نے کتنی تکلیف دہ زندگی گزاری تھی اور آج بھی وہ تکلیف میں تھی۔ اور اس سب کے قصوروار صرف اور صرف وہ تھے۔

"تو کیا وہ اس سب سے ہیل نہیں ہو سکتی، کوئی تو علاج ہو گا۔" پسماندہ سی آواز میں بولے۔

"بلکل ہو سکتی ہے، لیکن صرف اس صورت میں اگر وہ خود چاہے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اس سب سے نکلنے کا ایک طویل راستہ ہے جو اسے طے کرنا ہے۔ اسے لمبے عرصے تک تھیراپی سے جڑے رہنا ہے۔ لیکن وہ کبھی بھی سیرئیس نہیں

www.novelsclubb.com

ہوتی۔وہ یہ بات بڑے اچھے سے جانتی ہے کہ وہ کیسے ٹھیک ہو گی لیکن وہ خود ٹھیک نہیں ہونا چاہتی۔"

"اور وہ ایسا کیوں کرتی ہے؟"

"کیونکہ سر تھیراپی میں جانا آسان کام نہیں ہے۔خاص طور پر ایسے انسان کے لیے جس کو ایک خوفناک قسم کے ٹراما نے جکڑا ہو۔اس پروسیس میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔وہ اسی تکلیف سے احتراز برتتی ہے۔"یوسف خاموش رہے،ان کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔

"ویسے سر آپ کے کہنے پر ہو سکتا ہے کہ وہ مان جائے۔"علی مراد پوری امید سے بولا۔یوسف اس کی بات پر زخمی سا مسکرائے۔

"مجھے ایسا نہیں لگتا۔"وہ جانتے تھے کہ زخرف اس دنیا میں کسی کی بھی بات مان سکتی ہے لیکن ان کی؟ کبھی نہیں۔

"مجھے پورا یقین ہے،اگر آپ اسے انسسٹ کریں تو وہ مان جائے گی۔"

www.novelsclubb.com

"اور تمہیں اتنا یقین کیوں ہے؟"

"میں اور ایذا تقریبا تین سال سے زخرف کو جانتے ہیں۔ وہ ہمیشہ آپ کے ذکر پر چڑ جاتی تھی، ہمیشہ کہتی تھی کہ وہ آپ سے۔۔۔" ایک منٹ کے لیے رکا۔ اگلا لفظ بولنے میں تھوڑا بھاری محسوس ہو رہا تھا۔ "آپ سے نفرت کرتی ہے۔ لیکن جب مجھے ایذا نے بتایا کہ زخرف نے آپ کو یہاں آنے کی اجازت دے دی ہے تو اس نے خود ہی اپنی ساری باتوں کی تردید کر دی۔ وہ ہمیشہ لاشعوری طور پر جھوٹ بولتی تھی۔" یوسف اس کی بات پر تھوڑا کنفیوز ہوئے۔ علی مراد آگے کو جھکا اور مسکراتے ہوئے دھیمی آواز میں بولا۔

"زخرف آپ سے نفرت نہیں کرتی سر۔ وہ کر ہی نہیں سکتی۔"

جب علی مراد چلا گیا تو وہ زخرف کے کمرے میں آ گئے۔ انہیں بہت سی کالز آرہی تھیں، انکا ورک ڈے شروع ہو چکا تھا لیکن وہ زخرف کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنا فون آف کر دیا اور خود اس کے بیڈ کے پاس پڑی ایک کرسی پر

بیٹھ گئے۔وہ منہ تک لحاف تانے گہری نیند سوئی تھی۔کچھ دیر بعد زخرف زرا ہلی تو وہ فورااس کے پاس بیڈ پر بیٹھے۔

"کیسی طبیعت ہے میری بیٹی کی۔"اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔اس کے بال اور کپڑے پسینے سے تر تھے۔

"آپ اس وقت یہاں کیا کررہے ہیں؟"زخرف نے انکا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کر دیا۔ اس کی آواز چیخنے سے بیٹھ گئی تھی۔آنکھوں کو مسلتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

"تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک ہے زخرف میں تمہیں چھوڑ کر کیسے جاسکتا تھا۔"

"مجھے آپ کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی مجھے دفتر جانا ہے۔"اس نے وال کلاک پر نظر ڈالی تو دفتر کے وقت سے ایک گھنٹہ آگے گزر چکا تھا۔

"نہیں زخرف تمہاری صحت نہیں ٹھیک،آج آرام کرو تم۔"زخرف نے غصے سے انہیں دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"آرام کروں؟ اپنا پیٹ پالنے کے لیے مجھے کام کرنا پڑتا ہے روز۔ آپ کی طرح کوئی شاہانہ زندگی نہیں ہے میری، مر رہی ہوں تب بھی روز نوکری پہ جانا ہوتا ہے۔" وہ اٹھی اور واش روم میں گھس کر زور سے دروازہ بند کیا۔ یوسف نے بمشکل آنکھوں کی نمی کو پانی میں تبدیل ہونے سے روکا۔ زخرف کے الفاظ ان کا دل تک چھلنی کر جاتے تھے۔ انہوں نے خود کو کمپوز کیا اور کھڑے ہوئے۔ انہیں زخرف کے لیے خود کو کمپوز رکھنا تھا۔

"جب وہ دفتر کے لیے تیار ہو کر باہر آئی تو وہ ٹیبل کے پاس کھڑے اس پر ناشتہ لگا رہے تھے۔

"میں نے آپ سے کہا نا جائیں۔" انہوں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آؤ بیٹھو ناشتہ کرو۔ اور ہاں ایذا کی کال آئی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ تمہارے دفتر والوں نے تمہیں آج کی چھٹی دے دی ہے۔" وہ بلکل نارمل انداز میں بولے جیسے زخرف نے انہیں کچھ کہا ہی نا ہو۔ وہ دانت پیستی جا کر صوفے پر بیٹھ گئی اور غصے سے ٹی وی کی ویران سکرین کو گھورنے لگی۔

"زخرف آکر ناشتہ کرو۔" وہ وہی ٹیبل کے پاس کھڑے ہوئے بولے۔

"نہیں کروں گی۔اور آپ زیادہ میرے باپ مت بنے۔" اسے انکا یوں تمکنت سے بولنا زہر لگا تھا۔وہ اس کی بات پر ہلکا سا مسکرائے۔

"ٹھیک ہے نہیں بنتا تمہارا باپ اب آکر ناشتہ کرو۔"

"نہیں کروں گی اور آپ کے کہنے پر کیوں کروں۔" منہ بسور کر بولی۔وہ چلتے ہوئے اس کے پاس آئے۔

"تمہیں پتہ ہے جب تم غصہ کرتی ہو تو بلکل اینگری برڈ لگتی ہو۔" انہوں نے اس کی ناک کھینچی۔زخرف نے فوراً انکا ہاتھ جھٹکا اور کھڑی ہوئی۔

"اور آپ ہر وقت ہی ڈریکولا لگتے ہیں۔پتہ نہیں کونسی بے وقوف عورتیں ہیں جن کو آپ ہینڈسم لگتے ہیں۔" وہ بولتی ہوئی کھانے کی میز پر جا بیٹھی۔وہ ہنسی دبائے اسے دیکھتے رہے۔اگر یہاں ایذا ہوتی تو فوراً آستینیں چڑھا کر یوسف کے دفاع میں اسے تین چار باتیں سناتی۔

"بلکل سڑا ہوا آملیٹ ہے۔" وہ مشروم آملیٹ کی پہلی بائٹ لیتی ہوئی بولی جو کہ اسکا فیورٹ تھا اور بہت اچھا بھی بنا تھا۔

"میں نے نہیں تمہاری دوست نے بنایا ہے۔" انہوں نے فورا بتایا۔

"تو وہ بھی آپ جیسی ہی ہے۔" وہ بڑبڑاتی کھانا کھانے لگی۔

....

تقریبا بارہ بجے یوسف چلے گئے۔ زخرف نے اپنا فون دیکھا تو جمیل کا میسج آیا ہوا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ یہ مت سمجھنا کہ وہ فائل والی بات بھول گیا ہے اور یہ کہ اسے ہر حال میں پیر والے دن فائل چاہیے ہے۔ زخرف نے خراب دل کے ساتھ فون پرے ڈال دیا۔ جمیل اچھا تھا لیکن ایسے معاملات میں وہ کوئی رعایت نہیں دیتا تھا۔ اور اب تو غلطی بھی زیادہ اسی کی تھی۔ وہ اپنا دھیان بٹانے کے لیے ٹی وی لگا کر بیٹھ گئی۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ اسے ایک غیر شناسا نمبر سے فون آنے لگا۔ اس نے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔

"فائل چاہیے تمہیں؟" وہ وہی کل والا سائیکو پیتھ تھا۔

"حمزہ تم کل وہاں سے بھاگ کیوں گئے تھے۔" زخرف کو اس پر غصہ تھا لیکن وہ دھیمے لہجے میں ہی بولی۔

"تم ایک دفعہ مزید میرا نام لو اور تمہاری مدد کا جو میں نے ارادہ کیا ہے وہ گیا ڈھی لینے۔" ایک دم تپ کر بولا۔

"واٹ ایور، تم وہاں سے بھاگ کیوں گئے تھے۔"

"اس کی وجہ میں بتادوں گا تمہیں۔ اگر تمہیں اپنی فائل چاہیے تو جو لوکیشن بھیج رہا ہوں وہاں آجاؤ۔"

"ہاں تاکہ تم دوبارہ سے وہی حرکت کرو۔" جتا کر بولی۔

"تمہیں فائل چاہیے ہے کہ نہیں؟"

"چاہیے ہے لیکن۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"تو جو لوکیشن بھیج رہا ہوں فوراً وہاں آ جاؤ۔" اور کھٹاک سے فون بند کر دیا۔ زخرف کو وہ کوئی عجیب مخلوق ہی لگا تھا۔

"مجھ سے زیادہ تو اسے علی مراد کی ضرورت ہے۔"

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کی گاڑی ایک سنسان سی جگہ پر تھی۔ وہاں جھاڑیاں اور بوڑھے درخت تھے۔ اس نے ایچ کو کال ملائی۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے یہ کہاں بلایا ہے مجھے؟"

"گاڑی سے اترو اور سیدھ میں پورے چالیس قدم چلو اور پھر رک جانا۔"

"میں تمہیں جو کہہ رہی ہوں وہ تمہیں سنائی نہیں دے رہا کیا۔ دیکھو اگر تم میرے ساتھ مزاق کر رہے ہو تو یہ بہت گھٹیا مزاق ہے۔"

"پہلی بات تم یہاں اپنی مرضی سے آئی ہو اور دوسری بات مرضی سے واپس بھی جا سکتی ہو۔ تمہیں فائل نہیں چاہیے ہے تو ٹھیک ہے جاؤ۔" زخرف نے بمشکل سخت الفاظ کو زبان پر آنے سے روکا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو حمزہ مجھے۔۔۔۔"

"ایچ۔۔۔" وہ اتنا اونچا بولا کہ زخرف کو فون کان سے دور کرنا پڑا۔اس نے اندر ہی اندر اسے چند برے عزت افزا الفاظ بولے اور فون پھر سے کان کو لگایا۔

"اوکے ایچ، مجھے نہیں سمجھ آرہی کہ تم کیا کر رہے ہو، لیکن مجھے وہ فائل ہر حال میں چاہیے۔پر میں ایسی سنسان جگہ پر تم پر کیسے بھروسہ کرلوں۔"

"تو ٹھیک ہے نا کرو، واپس چلی جاؤ۔" اطمینان سے بولا۔زخرف خاموش رہی۔

"میں تمہاری کلاس میں ہی پڑھتا تھا۔میرے کردار کے بارے میں تم جانتی ہی ہو۔" وہ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔وہ کلاس کے شریف لڑکوں میں سے تھا۔لیکن پھر بھی کیا ایک انجان پر بھروسہ کرنا ٹھیک ہوگا؟

"ٹھیک ہے میں آرہی ہوں۔" زخرف نے اپنا فون بند کر کے پرس پکڑا، احتیاط سے گلو کمپارٹمنٹ سے گن نکالی جو کہ لائیسینسڈ تھی اور وہ اپنی حفاظت کے لیے پاس رکھتی تھی۔اس نے گن اپنے پرس میں ڈال لی اور پرس کو سینے سے لگائے وہ

www.novelsclubb.com

نیچے اتری۔ وہاں دور دور تک کوئی انسان نہیں تھا۔ صرف سر سے گزرتے ہوئے پرندوں کی آوازیں تھیں۔ وہ احتیاط سے چاروں طرف دیکھتی قدم اٹھانے لگی، ساتھ اپنے قدم بھی گن رہی تھی۔ چالیس قدموں پر وہ رک گئی۔ وہ کئی بوڑھے درختوں کے بیچ ایک خالی سا زمین کا ٹکڑا تھا جو پتوں سے مکمل طور پر ڈھکا ہوا تھا۔ آس پاس کوئی بھی نہیں تھا۔

"کیا اس نے میرے ساتھ کوئی پرینک کیا ہے؟" زخرف نے اتیچ کا نمبر نکالا، ابھی وہ نمبر ملانے ہی والی تھی کہ ایک دم خوفناک سی آواز آئی۔ زخرف خوف کے مارے دو تین قدم پیچھے ہٹی۔

اس کے سامنے پتوں سے ڈھکی ہوئی زمین سرکتی جا رہی تھی۔ اس نے بمشکل تھوک نگلا۔ وہ لوہے کی سلیٹ تھی جو پیچھے ہٹ چکی تھی اور اب وہاں زمین میں ایک بڑا سا ہول تھا۔ یک دم اس کے فون پر میسیج کی ٹیون بجی۔ وہاں اتیچ کا میسج تھا۔ وہ اسے اندر آنے کا بول رہا تھا۔ زخرف نے آگے ہو کر اس ہول میں جھانکا، اندر

www.novelsclubb.com

نیچے جانے کے لیے سیڑھیاں بنی تھیں۔ کیا اسے نیچے جانا چاہیے؟ کیا پتہ نیچے کیا ہو۔اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔

"مجھے میری فائل ہر حال میں چاہیے۔"اس نے ہمت کر کے پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھا۔ہاتھ بیگ کے اندر گن کے ٹریگر پر تھا۔اسے اپنا دل منہ کو آتا محسوس ہو رہا تھا۔اس حمزہ کے بچے نے اسے ایسی خوفناک جگہ پر کیوں بلایا تھا؟ نیچے سارا اندھیرا تھا اور صرف ایک جانب دیوار کے اس پار سے ہلکی سی روشنی آرہی تھی۔

"حمزہ۔۔۔سوری ایچ۔"کوشش کے باوجود بھی اس کی آواز کانپ رہی تھی۔اس کے سوال کا کوئی جواب نا آیا۔وہ چونکی سی اس دیوار کی جانب بڑھی جہاں سے روشنی آرہی تھی۔دیوار کی ایک جانب تھوڑا سا اندر جانے کا راستہ تھا۔وہ کوئی گفا نما سی جگہ تھی۔دیوار کے اس پار ایک کمرہ بنا تھا۔زخرف نے کمرے کے اندر قدم رکھا۔سامنے کرسی پر کوئی بیٹھا تھا۔زخرف کے اندر قدم رکھتے ہی اس نے کرسی کو اس کی جانب موڑا تو اس کا چہرہ واضح ہوا۔

"ویلکم مس زخرف۔۔۔مرجان۔۔۔خان۔"

زخرف کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔

....

"ویلکم زخرف مرجان خان۔" اسے لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔ اسکا گن پر ہاتھ ڈھیلا پڑا، اور بیگ والا ہاتھ نیچے چلا گیا۔ اس نے جو ابھی سنا تھا دماغ اسے پروسیس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جب ہم یونیورسٹی میں تھے نا مجھے اس وقت ہی تم پر شک گزرتا تھا کہ تم یوسف مرجان کی بیٹی زخرف مرجان ہو۔ میں نے بہت ریسرچ بھی کی لیکن وہ کیا ہے نا میں اس وقت ایک معمولی سا ہیکر تھا۔" وہ اس وقت ایک بڑی سی میز کے سامنے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے میز پر کئی کمپیوٹر اور نا جانے کیا کیا تھا۔ اس نے دلچسپی سے دیوار کے ساتھ کونے میں کھڑی لڑکی کو دیکھتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔ "میں معمولی سا ہیکر تھا اس لیے سچ تک نہیں پہنچ سکا۔ ویسے اپنی تعریف خود تو نہیں کرنی چاہیے لیکن اب میں بہت بڑا ہیکر بن چکا ہوں۔ سچ پوچھو تو بڑی بڑی ایجنسیاں بھی ڈرتی ہیں مجھ سے۔" آخری بات رازدانہ انداز میں

بولا۔زخرف جہاں تھی وہی مجسمہ بنی کھڑی تھی۔سانس لینا مشکل تھا،یوں لگتا تھا جیسے اس پراسرار گھڑے سے ساری آکسیجن ختم ہوگئ ہو۔

"ارے ڈرو مت،اس سب کے باوجود بھی میں ایک معصوم ہیکر ہوں۔اور یہ لو تمہاری فائل،ریکور کردی ہے میں نے۔"اس نے ایک یو ایس بی میز پر رکھ دی اور گال ایک ہتھیلی میں رکھے زخرف کا چہرہ دیکھنے لگا۔یوں جیسے وہ اسکی حالت کو انجوائے کرر ہاہو۔وہ فون پر بات کرنے والے اور کل کیفے والے لڑکے سے بہت مختلف لگ رہا تھا۔

زخرف آگے بڑھی اور یو ایس بی تھام لی۔

"تمہیں کیسے۔۔معلوم ہوا؟"بمشکل بولی۔

"کہانا میں کوئی معمولی ہیکر نہیں ہوں۔"اب کے ایچ نے میز سے ایک خاکی پھولا ہوا لفافہ پکڑا اور اسے پھاڑ کر کھولا۔پھر اپنے سامنے کھڑی لڑکی کا چہرہ دیکھا جواب حیرانی کی جگہ غصے سے لال ہورہا تھا۔

"ٹھیک ہے بیٹھو بتاتا ہوں۔" زخرف فوراً ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"تمہیں پتہ ہے کل میں وہاں سے کیوں بھاگ گیا تھا؟ تمہیں کیسے پتہ ہوگا خیر میں تمہیں ایک کہانی سناتا ہوں۔" اس نے ایک ریڈ ویلوٹ ڈونٹ لفافے سے نکالا اور ایک ہی بائٹ میں آدھا منہ میں ڈال لیا۔ زخرف کو زندگی میں پہلی دفعہ ڈونٹس زہر لگ رہے تھے۔ ڈونٹ اس کے حلق سے نیچے گیا تو وہ پھر سے بولنا شروع ہوا۔

"جب تم کھوئی تھی تو اس وقت یوسف مرجان نے ملک کی ایک مشہور کمپنی The Steel Holders پر الزام لگایا تھا اور کیس بھی کیا تھا لیکن بدقسمتی سے وہ ان کے خلاف کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکے اور کیس ہار گئے۔ جانتی ہو انہوں نے ان پر الزام کیوں لگایا تھا؟ تمہیں کیسے پتہ ہوگا تم تو اس وقت دو سال کی تھی خیر۔" وہ پھر رکا اور باقی کا آدھا ڈونٹ منہ میں ڈالا۔ زخرف نے ضبط کے مارے مٹھی بھینچی، یو ایس بی کی تیکھی نوک ہتھیلی پر چبھ گئی۔

"جب تم ایک سال کی تھی اس وقت تمہارے والد نے ایک زمین خریدی تھی۔ وہ اس زمین پر ایک سکول بنانا چاہتے تھے۔ لیکن کچھ ہی عرصے میں اس زمین پر ملک

کے ایک بڑے انڈر گراونڈ مافیا نے قبضہ کر لیا۔اس وقت یوسف مرجان کی مقبولیت آسمانوں پر تھی۔انہوں نے ان کے خلاف کیس کر دیا۔پورا ملک اس کیس میں دلچسپی لے رہا تھا۔ہر کوئی یہی کہتا تھا کہ یوسف مرجان یہ کیس جیت جائیں گے۔اور پھر یہی ہوا،یوسف مرجان کی بے حد مقبولیت کی وجہ سے سسٹم پر پریشر پڑا اور عدلیہ کو یوسف مرجان کے حق میں فیصلہ دینا پڑا۔وہ لوگ جنہوں نے زمین پر قبضہ کیا تھا وہ بری طرح سے اکسپوز ہو گئے۔اس طرح وہ تمہارے باپ کے دشمن بن گئے۔"ایک دم آگے کو جھکا اور ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر رازدانہ انداز میں بولا۔"اور جانتی ہو دشمن کو سب سے زیادہ آپ کی کس شے پر وار کرنے کا شوق ہوتا ہے؟"کچھ دیر ان دونوں کے بیچ ایک سناٹا سا چھایا رہا،پھر اچیچ محظوظ ہوتے ہوئے سرگوشی میں بولا۔"آپ کی سب سے محبوب شے پر۔اور یوسف مرجان کی سب سے زیادہ محبوب شے تم تھی،لہذا انہوں نے تمہیں ان سے دور کرنے کا فیصلہ کر لیا۔"پھر سیدھا ہو کر عام انداز میں بولنے لگا۔"پھر ایک سال بعد نا جانے کیا حادثہ پیش آیا اور ان کے دشمن کامیاب ہو گئے۔"یہ سب سنتے ہوئے زخرف

کے ماتھے پر بل تھے۔ یہ کہانی وہ انٹرنٹ پر کئی دفعہ پڑھ چکی تھی، یہ سچ تھا کہ یوسف مرجان نے ایک مشہور کمپنی کے مالکان پر کیس کیا تھا لیکن کیس ہارنے کے بعد وہ پیچھے ہٹ گئے تھے اور کبھی میڈیا پر کوئی بات نہیں کی تھی۔ شاید یہ میڈیا اور لوگوں کی گھڑی ہوئی باتیں تھیں۔

"اس سب کا کل تمہارے وہاں سے بھاگنے اور مجھے پہچاننے سے کیا تعلق۔"

"اسی کا تو تعلق ہے۔ ابھی میں نے تمہیں جو کچھ بتایا ہے وہ سب وہی ہے جو انٹرنیٹ پر بھی پڑا ہوا ہے۔ لیکن اب جو میں تمہیں بتانے جا رہا ہوں وہ صرف میرے جیسا قابل ہیکر ہی تمہیں بتا سکتا ہے۔" زخرف بنا پلکیں جھپکائے اس کی جانب متوجہ تھی۔

"کل جب میں تمہاری فائل ریکور کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو مجھے علم ہوا کہ تمہاری فائل کس نے ہیک کروائی ہے۔" اب کے اس نے ایک نیوٹیلا ڈونٹ نکال کر اس کی بڑی سی بائٹ لی۔

www.novelsclubb.com

"کس نے؟" وہ آگے کو ہو کر بیٹھی۔ ایچ نے آنکھیں بند کر کے مکمل اطمینان سے ڈونٹ حلق سے نیچے اتارا اور پھر آنکھیں کھول کر زخرف کو دیکھا۔

"مبارک ہو زخرف مرجان، تم نے سالوں پہلے صرف اپنے باپ کو نہیں کھویا تھا بلکہ تم نے بہت خطرناک دشمنوں کو بھی کھویا تھا۔" وہ محظوظ ہوتے ہوئے بولا۔

زخرف کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں کرنٹ کی لہر سی دوڑتی محسوس ہوئی۔

"کیا مطلب۔"

"مطلب یہ کہ تمہاری فائل انہی لوگوں نے ہیک کی تھی۔ شاید وہ تمہیں بتانا چاہتے ہیں کہ وہ تمہاری زندگی میں واپس آگئے ہیں۔" اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ وہ کیا بولی جا رہا تھا۔ اس نے سر دونوں ہاتھوں گرادیا۔ ایچ نے اب کے افسوس سے اسے دیکھا۔

زخرف نے سر اٹھایا، اس کی بھوری آنکھیں لال ہو گئی تھیں۔

"اور تم۔۔۔۔ تم کون ہو؟ میرے دشمن ہو یا پھر کیا ہو۔" ایچ کو لگا اس کا دماغ چل گیا ہے۔

"دیکھو میں تمہاری حالت سمجھ سکتا ہوں۔ تمہیں بہت بڑا جھٹکا لگا ہے، تمہارا ایسی باتیں کرنا بنتا ہے۔" اب وہ اسٹابری پیسٹریز پر آگیا تھا۔ زخرف نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"کوئی بھی ہیکر اپنی خفیہ جگہ کے بارے میں کسی کو نہیں بتاتا۔ پھر تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا؟"

"کیونکہ تمہارے دشمن بہت خطرناک ہیں۔ میں کہیں اور تم سے ملنا افورڈ نہیں کر سکتا۔"

زخرف بیگ پکڑے کھڑی ہوئی، وہ جانے لگی پھر کسی خیال کے تحت اس کی جانب مڑی۔ وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"تم نے میری مدد کیوں کی؟"

www.novelsclubb.com

"کیونکہ یوسف مرجان کا مجھ پر ایک احسان ہے۔" کندھے اچکا کر بولا۔ البتہ آنکھوں میں چپکے سے ایک چمک سی پیدا ہوئی تھی۔

"کیسا احسان؟ کیا وہ تمہیں جانتے ہیں۔"

"نہیں وہ مجھے نہیں جانتے۔ اور انکا جو مجھ پر احسان ہے وہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔" اس نے لفافے سے آخری پیسٹری نکال کر منہ میں ڈالی، نظریں زخرف پر ہی جمی تھیں۔ وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گئی۔

....

اس نے اپارٹمنٹ بلڈنگ پہنچ کر پارکنگ میں گاڑی پارک کی تو دور اسے جہانگیر ٹہلتا نظر آیا۔ اس نے سر پر کیپ اور منہ پر کالا ماسک لگا رکھا تھا۔ وہ لگ بھگ پچاس کا ہندسہ پار کر چکا تھا لیکن اس نے خود کو بے حد فٹ رکھا تھا۔ زخرف کئی لمحے گاڑی میں بیٹھی اسے دیکھتی رہی۔ وہ باہر ٹریفک دیکھ رہا تھا۔ کیا یوسف نے اس پر بھروسہ کر کے ٹھیک فیصلہ کیا تھا؟ یوسف نے زخرف کو بتایا تھا کہ جہانگیر ان کے ساتھ

www.novelsclubb.com

سالوں سے ہے اور وہ اس پر بے حد بھروسہ کرتے ہیں۔وہ گاڑی سے نکل کر اندر بڑھ گئی۔

اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا تو کالے دھوئیں نے اس کا استقبال کیا۔وہ کھانستی ہوئی جلدی سے اندر آئی۔کچن کاونٹر پر کوئی شے مکمل طور پر جلی ہوئی پڑی تھی۔پیچھے اوون سے بھی کالا دھواں نکل رہا تھا۔یوسف جو کہ اس جلی ہوئی شے پر جھکے اسکا معائنہ کر رہے تھے اسے دیکھ کر شرمندگی سے مسکرائے۔

"اوون کو ٹائم پر کھولنا بھول گیا تھا۔"

"کر کیا رہے تھے آپ۔"وہ غصے سے بولتی آگے بڑھی اور ٹیرس کا دروازہ کھولنے لگی۔یوسف بھی پیچھے مسلسل کھانس رہے تھے۔

"تمہارے لیے کیک بنا رہا تھا۔ویسے اچھا ہی ہوا جو جل گیا کیونکہ چینی ڈالنا بھول گیا تھا میں۔"

www.novelsclubb.com

"جب کوئی کام آتا نا ہو تو اس میں ہاتھ بھی نہیں ڈالنا چاہیے۔" وہ آستینیں چڑھاتی اوون کے پاس آئی۔ "اگر میرے اوون کو کچھ ہوا نا تو پیسے آپ سے ہی لوں گی میں۔"

"میری تو خواہش ہے کہ تم مجھ سے کبھی کچھ مانگو۔" زخرف تیوری چڑھائے ان کی جانب مڑی۔ وہ ابھی بھی کیک پر جھکے اسکا جائزہ لے رہے تھے۔

"پھینک دیں اسے یا کھانے کا ارادہ ہے۔ اور کچن سے جائیں مجھے رات کا کھانا بنانا ہے۔"

یوسف ایک پلاسٹک بیگ میں کیک ڈالنے لگے۔ "تم گئی کہاں تھی، اتنی کالز کی میں نے تمہیں۔"

"جہاں مرضی جاوں آپ کو اس سے مطلب۔" رکھائی سے بولی۔ البتہ دل کے کسی کونے نے ملامت ضرور کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اس لیے کہہ رہا ہوں کہ تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک تھی۔ تمہیں گھر پر رہ کر آرام کرنا چاہیے تھا۔" زخرف کے ذہن میں رات والے مناظر لہرائے۔ کاش وہ رات کو یہاں نا ہوتے۔ البتہ اس نے انکے سوال کا کوئی جواب نا دیا۔ اس نے یہ بھی تہیہ کر لیا تھا کہ وہ فائل والی بات ان کو ہر گز نہیں بتائے گی۔ اسے بچپن سے اپنی باتیں شئیر کرنے کی عادت نہیں تھی۔ یوسف کیک چھینک کر ٹی وی پر خبریں دیکھنے لگے۔ انہوں نے زخرف کو کھانا پکانے سے نہیں روکا۔ وہ جانتے تھے کہ وہ آگے سے کیسا جواب دے گی۔

وہ کھانا بنانے میں مصروف تھی جب ایذا کا میسج آیا، اس نے ہاتھ صاف کر کے کاونٹر سے فون اٹھایا اور میسج پڑھا۔

'طبیعت کیسی ہے؟ اور علی کب گیا؟' وہ میسج پڑھ کر کنفیوز ہوئی۔

'علی مراد؟'

'ہاں کے بی بہت پریشان ہو گئے تھے تمہاری کنڈیشن کی وجہ سے اس لیے میں نے علی کو بلا لیا۔ تم سے نہیں ملا وہ؟' میسج پڑھتے زخرف نے ہونٹ بھینچے۔ اس نے

لاونج میں بیٹھے یوسف کو دیکھا۔ کیا باتیں ہوئی ہونگیں ان کے بیچ؟ اس نے غصے سے چیٹ کلوز کر دی۔

بریانی اور مٹن قورما بنا کر اپنا فون لیے وہ ٹیرس پر آگئی۔ اور ایچ کو فون لگایا۔

"ایچ اگر تمہاری بات سچ ہے تو تمہیں کیا لگتا ہے کہ وہ لوگ اب کیا کریں گے۔"

"وہ تمہارے پیچھے کسی کو لگائیں گے یا تمہاری کالز ٹیپ کریں گے۔ کیا تمہیں کچھ دنوں سے کچھ مشکوک سا فیل ہوا ہے۔" زخرف کے ذہن میں فوراً سے وہی لڑکا آیا۔

"ہاں دو دن پہلے میرے ساتھ والے اپارٹمنٹ میں ایک لڑکا آیا ہے اور پتہ نہیں کیوں مجھے وہ بہت مشکوک لگ رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے تم اس کی کوئی بھی ڈیٹیل، نام یا اس کا کام جو بھی معلوم کر سکتی ہو، معلوم کر کے مجھے بتاو۔"

"اوکے میں کوشش کرتی ہوں۔" اس نے ایچ کو یہ نہیں بتایا کہ وہ بے وقوف لڑکی پہلے ہی اسے واضح کر چکی ہے کہ اسے اس پر شک ہے، اور کے بی کے دفتر میں ملنے والی بات بھی وہ کھا گئی۔ وہ اور یوسف مرجان مل چکے ہیں، یہ بات وہ اسے ہرگز نہیں بتائے گی۔

وہ کچن میں آئی اور ایک پلیٹ میں بریانی ڈالی اور اسے اچھے سے ڈھکا۔ ناچاہتے ہوئے بھی یوسف کے پاس رکی۔

"ساتھ والی آنٹی کو چاول دینے جا رہی ہوں۔" اور انکا جواب سنے بغیر باہر چلی گئی۔ باہر آکر اس نے اپنے دائیں جانب والے اپارٹمنٹ کا دروازہ بجایا۔ دروازہ فورا کھل گیا۔ وہ اپنے آفس کے کپڑوں میں ملبوس تھا، شاید وہ ابھی واپس آیا تھا۔ چہرے پر ہمیشہ کی طرح اکتاہٹ تھی۔

"جی؟" اس کے چہرے پر 'پھر سے سر کھانے آگئی ہے' صاف لکھا نظر آرہا تھا۔

"ٹن ٹنان۔۔۔" زخرف نے بریانی کی پلیٹ اس کے چہرے کے سامنے لہرائی۔

"کیا ہے یہ؟"

"بریانی، وہ کیا ہے نا میرے والدین نے مجھے ہمیشہ سے سکھایا ہے کہ کھانے پر پہلا حق ہمسائیوں کا ہوتا ہے۔اور ویسے بھی میں نے کل تمہیں بہت پریشان کیا تھا اس لیے معذرت کے طور پر لائی ہوں۔" یہ سب بولتی ہوئی وہ دنیا کی معصوم ترین انسان لگ رہی تھی۔

"تھینکس، مجھے بریانی نہیں پسند۔" زخرف کے چہرے پر سے ایک دم ہنسی غائب ہوئی۔

"دیکھو باقی ساری باتیں اپنی جگہ لیکن تم بریانی کو اس طرح ڈسریسپیکٹ نہیں کر سکتے۔"

"مجھے لگتا ہے کہ تمہارے دماغ کا کوئی پرزہ نہیں ہے۔یہ سب حرکتیں صرف میرے ساتھ کرتی ہوں یا باقی بلڈنگ والوں کا بھی ایسے ہی سر کھاتی ہو۔"

www.novelsclubb.com

"میرا ہی دماغ خراب تھا جو تمہارے لیے بریانی لے آئی، تمہارے جیسے لوگ صرف اور صرف واجب الزہر ہوتے ہیں۔" وہ غصے سے پیر پٹختی اپنے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھی۔

"بے وقوف۔۔" وہ ہلکی آواز میں بولا لیکن زخرف نے سن لیا۔ وہ پھر سے اس کی جانب مڑی لیکن اس نے زخرف کے منہ پر دروازہ بند کر دیا۔

"بندر ناہو تو۔" دانت پیستی ہوئی واپس اپنے اپارٹمنٹ میں آئی اور زور سے پلیٹ کچن کاونٹر پر رکھی۔

"کیا ہوا؟" یوسف اس کی جانب مڑے۔

"بچہ ہوا ہے۔ کان میں اذان دیں گے۔" یوسف واپس اپنی خبریں سننے لگے۔ اسے غصے کی حالت میں چھیڑنا بہت بڑی بے وقوفی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ تینوں ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ایذا زخرف کی طبیعت کا پوچھنے آئی تھی اور پھر کھانے کے لیے وہی رک گئی تھی۔ زخرف نے بریانی کی ٹرے سے

پہلے ایذا کی پلیٹ میں چاول ڈالے پھر یوسف کی پلیٹ میں ڈالنے لگی تو یوسف نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"رہنے دو بیٹا میں بریانی نہیں کھاتا۔" زخرف کے تو مانو کسی نے دوسری دفعہ دکھتی رگ پر پیر رکھ دیا۔ اس نے زور سے چمچ واپس ٹرے میں رکھ دیا۔ یوسف نے کنفیوز ہو کر اسے دیکھا۔

"زخرف کو بریانی سے عشق ہے کے بی اور جو لوگ بریانی نہیں کھاتے وہ اسے زہر لگتے ہیں۔" ایذا ہنسی دباتے ہوئے بولی۔

"اگر میری بیٹی کو بریانی اتنی پسند ہے تو میں ضرور کھاوں گا۔" انہوں نے بریانی کی ٹرے کی جانب ہاتھ بڑھایا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اسے پکڑتے زخرف نے فورا ٹرے اٹھا کر ان کی پہنچ سے دور رکھ دی۔

"رہنے دیں آپ جیسے لوگ بریانی ڈیزروہی نہیں کرتے۔" یوسف اور ایذا ہنسی دباتے ہوئے اپنا کھانا کھانے لگے۔

....

اگلے دن اس نے فائل والی یو ایس بی فاتحانہ انداز میں جمیل کے سامنے رکھی۔

"امپریسو، کیسے ریکور کی تم نے فائل۔" وہ اپنے کمرے میں تھا اور کھڑے کھڑے کئی کام ایک ساتھ نپٹا رہا تھا۔ جمیل میں بیٹھنے والی ہڈی موجود نہیں تھی۔ وہ اس کے سامنے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کی شلوار قمیض میں وہ بے حد فریش لگ رہی تھی۔

"یو نو واٹ میں تھوڑی بہت ہیکر بھی ہوں۔" گردن اکڑا کر بولی۔

"ضرور تمہارے ہی ڈیپارٹمنٹ کے کسی بندے کا کام ہو گا۔ اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ فائل ہیک ہوئی تھی۔"

"ہو سکتا ہے جمیل جسے تم ایک معمولی سی امپلائی سمجھتے ہو اس کے بے شمار دشمن ہوں جو نہیں چاہتے کہ وہ ترقی کرے۔"

"کورئین ڈرامے دیکھنا بند کردو لڑکی، سب جانتے ہیں کہ تمہارے ڈیپارٹمنٹ کے بہت سارے لوگوں کی تمہارے ساتھ لگتی ہے کیونکہ تم ان سب سے زیادہ ذہین ہو۔"

"چلو اسی بہانے تم نے مانا تو صحیح کہ میں ذہین ہوں۔"

"بلکل بس تمہاری حرکتیں تمہاری ذہانت کی عکاسی نہیں کرتیں۔"

"وہ تو تمہاری بھی نہیں کرتیں۔" کہہ کر ایک دم سیدھی ہوئی کیونکہ جمیل نے مڑ کر غصے سے اسے دیکھا تھا۔

"سارا دن میرے سر پر کھڑی رہو گی، جاؤ جا کر کام کرو۔" جھاڑنے کے انداز میں بولا۔

"جا رہی ہوں اور ہاں میں یہ بھولی نہیں ہوں کہ تم نے مجھے کیا دھمکی دی تھی۔" انگلی اٹھا کر بولی۔

"تم جیسے امپلائز کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا پڑتا ہے۔"

"عینک والا جن۔" منہ میں بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی۔

جمیل نے اس سے فائل کس طرح ملی ہے جاننے پر اسرار نہیں کیا تھا۔ وہ اسی میں خوش تھا کہ فائل مل گئی اور اب اسے باس کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا۔ وہ باس کا سب سے بڑا خوشامدی تھا البتہ ایذا کے فائل کے بارے میں پوچھنے پر اس نے کہہ دیا کہ اس نے فائل کسی اور فولڈر میں سیو کی تھی اور بعد میں بھول گئی تھی۔ ایذا نے بھی پھر زیادہ اسرار نا کیا۔

دفتر سے واپسی پر وہ ایک ڈھابے نما بنے کیفے کے سامنے رکی۔ گاڑی کا شیشہ نیچے کر کے اونچی آواز میں بولی۔

"انار گل۔" اندر سے ایک پندرہ سال کا بچہ جو کہ دکھنے میں اپنے قد کی وجہ سے نو دس سال کا لگتا تھا دوڑتا ہوا باہر آیا۔ اس نے شلوار قمیض پہن رکھی تھی اور شلوار ٹخنوں سے دو دو انچ اونچی تھی۔ گال لال انار کی طرح پھولے ہوئے تھے۔

"زخرف خورے (خورے پشتو میں بہن کو بولتے ہیں)۔" وہ فوراً سے اس کی گاڑی کی کھڑکی کے پاس آیا۔

"کیسے ہو؟"زخرف نے مسکرا کر پوچھا۔

"ام تو ٹیک ہے، لیکن تم کہاں غائب تھا۔ام کو تو لگا کہ تم انار گل کو بھول گیا ہے۔" مصنوعی خفگی سے بولا۔انار جیسے گال مزید لال ہو گئے۔

"انار گل بھی بھلا کوئی بھولنے والی چیز ہے؟"زخرف نے ایک شیشے کا جار انار گل کی جانب بڑھایا جو اس نے فوراً سے تھام لیا۔

"میں نے اپنے لیے بسکٹ بنائے تھے یہ تمہارا حصہ ہے۔"

"خورے اندر آؤ نا دونوں کڑک چائے کے ساتھ کھاتے ہیں۔"وہ ایک دم اکسائٹڈ ہو کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں بچے ابھی میں جلدی میں ہوں۔پھر کبھی صحیح۔"انار گل منہ بسور کر ایک طرف ہو گیا،زخرف نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

"تو تم اپنی فیورٹ براونیز کے لیے بھی نہیں رکو گی۔"اس آواز پر زخرف نے شیشے سے سر باہر نکال کر دیکھا۔

"ایم جی؟" ایک تقریباً اسی کی عمر کا نوجوان ہاتھ میں ایک باکس پکڑے اس کی گاڑی کے قریب کھڑا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا اور دونوں گالوں میں گڑھے پڑ رہے تھے جو اسے نہایت جاذب بنا رہے تھے۔ وہ حیرت میں گھری گاڑی بند کر کے باہر نکلی اور اپنے سامنے کھڑے نوجوان کو بے یقینی سے دیکھا۔ وہ اسکی حیرانی پر مسکرا دیا۔

"کیسی ہیں باس؟"

"مجھے لگا تم مجھے بھول گئے ہو گے۔" وہ اسکے اسے باس کہنے پر کھلکھلا کر ہنسی۔

"اپنے مسیحا کو بھی کوئی بھلا سکتا ہے کیا؟" وہ ہنستے ہوئے جاپانی گڈا لگتا تھا۔

"اور یہ براونیز؟ تمہیں یہ ابھی بھی یاد ہیں؟" زخرف اس کے ہاتھ میں براونیز کے باکس کو دیکھ کر بولی جس پر اس کے فیورٹ کیفے کا لوگو تھا۔

"آج کیفے کے دنوں کی بہت یاد آ رہی تھی تو سوچا یہ براونیز جا کر چکھوں۔ اور قسمت تو دیکھو، یہاں سے گزرتے ہوئے تم نظر آ گئی۔ یہ براونیز ہمیشہ تمہیں تلاش کر لیتی ہیں۔"

"میرے خیال میں اندر چلتے ہیں۔"

وہ کیفے کے اندر جانے کے لیے مڑی تو سامنے انار گل کھڑا تھا۔اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں تھے۔

"تم نے ام کو کہا تھا کہ تم مصروف ہے۔"وہ آستین سے گال رگڑتا اندر بھاگ گیا۔اسے روتا دیکھ کر زخرف کے دل کو کچھ ہوا۔

وہ اور ایم جی ایک ساتھ کیفے میں داخل ہوئے۔وہ ایم جی کو بیٹھنے کا کہہ کر خود کاونٹر کی جانب بڑھی جہاں ناراض انار گل کھڑا تھا۔اس کے وہاں جاتے ہی انار گل نے بسکٹ کا جار اس کی جانب بڑھا دیا۔

www.novelsclubb.com

"ام کو نہیں چاہیے تمہارا بسکٹ۔"زخرف نے بسکٹ کا جار اس سے پکڑ کر ایک جانب رکھا اور آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھامے اور ایک گھٹنے کے بل اس کے سامنے بیٹھی۔دور ٹیبل پر بیٹھا ایم جی مسکرا کر اسی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میں جانتی ہوں تمہیں برا لگا ہے انار گل۔ ایم سوری۔" انار گل نے خفا آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم ہم سے زیادہ اس کو پسند کرتا ہے نا اسی لیے تم اس کے کہنے پر رک گیا۔"

"نہیں ایسا بلکل نہیں ہے میرے بیسٹ فرینڈ تو تم ہو۔ وہ تو ایک معمولی سا دوست ہے اور تمہیں تو پتہ ہے نا جو صرف دوست ہوتے ہیں ان کے ساتھ تکلف سے رہنا پڑتا ہے۔" انار گل کچھ بولا نہیں، بس نظریں جھکائے اپنے پیروں کو دیکھتا رہا۔

"انار گل مان جاؤ نا۔"

"ایک شرط پر اگر تم صبح یہاں سے ناشتہ کرے گا۔"

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے ڈن۔" زخرف نے اس کے ہاتھ چھوڑ کر ایک ہاتھ مصافحے کے انداز میں اس کے آگے بڑھایا جسے انار گل نے مسکراتے ہوئے تھام لیا۔

"ام تمہارے اور تمہارے دوست کے لیے چائے لے کر آتا ہے۔"

"یہ ہوئی نا بات۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زخرف ایم جی کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"اب بتاو کہاں غائب ہو گئے تھے تم،اور خود کو تو دیکھو؟ بہت پرسنالیٹی بنالی ہے تم نے؟"

"اور تم نے خود کو دیکھا ہے، پانچ سال زیادہ چھوٹی لگنے لگی ہو۔"زخرف نے سر جھٹکا۔وہ ابھی بھی ویسا ہی تھا۔

"میں کراچی چلا گیا تھا۔سوچا تھا وہاں کاروبار کروں گا۔لیکن ناکام ہو کر واپس آگیا۔ پچھلے ایک سال سے یہاں کاروبار سیٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور تھوڑا بہت کامیاب بھی ہو گیا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"اوکے لیکن تم کر کیا رہے ہو؟"زخرف نے ایک براونی کی بائٹ لی،جو کہ باکس سے نکال کر ایم جی نے اس کے سامنے رکھ دی تھی۔

"فلورسٹ شاپ ہے۔"اس نے ایک کارڈ جیب سے نکال کر زخرف کے سامنے رکھا۔زخرف نے مسکراتے ہوئے کارڈ تھاما۔

"یعنی اب میں مفت میں پھول خرید سکتی ہوں۔"

"بلکل،اور تم بتاو کیا کر رہی ہو آجکل؟"انار گل نے ان دونوں کے سامنے ایک ایک کپ چائے کا رکھا اور ایک مسکراہٹ بھری نظر زخرف پر ڈالی،جب کے ایم جی کو گھوری سے نوازتا ہوا واپس چلا گیا۔ایم جی اس کی جانب متوجہ ہر گز نا تھا۔

"ایک جگہ جاب کر رہی ہوں،اچھی جاب ہے۔اور سب سے بڑھ کر اب لوگوں کے جھوٹے برتن دھونے اور ان کے سامنے کھانے نہیں پیش کرنے پڑتے۔"وہ زخمی سا مسکرائی۔اس کی بات پر ان دونوں میں کچھ دیر خاموشی چھا گئی۔

"اور تمہاری فوسٹر فیملی؟"کچھ دیر بعد ایم جی سر اٹھا کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑ چکی ہوں انہیں،اور انکے بارے میں بات بھی نہیں کرنا چاہتی۔"اس نے چائے کے کپ سے ایک سپ لیا۔آدھی براونی کھانے کے بعد وہ چھوڑ چکی تھی۔

"چھوڑو نا یہ سب مجھے یہ بتاو کہ تم اپنے والد کے پاس واپس گئے؟"

"ان کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔"وہ سر کو جھکائے بولا۔

"اوہ۔۔ایم سوری۔"

"اٹس اوکے، لیکن انکی ڈیتھ سے پہلے میرے انکے ساتھ تعلقات ٹھیک ہو چکے تھے۔" پھر سے ایک خاموشی کا لمبا وقفہ ان کے بیچ آیا۔

"تم نے شادی کرلی؟" ایم جی کے غیر متوقع سوال پر زخرف نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اگر تمہیں برا لگا تو سوری۔" وہ فوراً سنبھل کر بولا۔

"نہیں مجھے برا نہیں لگا۔" زخرف کھڑی ہوئی اور اپنا بیگ کندھے پر پہنا۔

"پھر ملاقات ہوگی، ابھی مجھے زرا جلدی ہے۔"

وہ دونوں ایک ساتھ کیفے سے باہر نکلے۔

"تم نے براونیز نہیں کھائیں؟" ایم جی نے افسوس سے براونیز کے باکس کو دیکھا۔ جو وہ اپنے ساتھ ہی لے آیا تھا۔

"وقت کے ساتھ انسان کی پسند بدل جاتی ہے۔اور ہاں میں نے شادی نہیں کی۔ میرا ماننا ہے کہ جب آپ کی زندگی ٹھیک ٹھاک گزر رہی ہو تو جان بوجھ کر پیر پر کلہاڑی نہیں مارلینی چاہیے۔" مسکراتے ہوئے بولی۔ایم.جی بھی اس کی بات پر مسکرا دیا۔اس نے جیب سے فون نکالا اور جھجکتے ہوئے زخرف کے سامنے کیا۔

"تمہارا پرانا نمبر ایک عرصے سے بند ہے۔" زخرف نے اس سے فون تھام لیا اور اپنا نمبر لکھ کر فون اس کی جانب بڑھا دیا۔

"میں ضرور آؤں گی۔" اس کا کارڈ لہرایا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔اس کے پاس سے زخرف کی گاڑی زناٹے سے گزر گئی۔اس کے جانے کے بعد وہ ان براونیز کو افسوس سے دیکھنے لگا۔

انار گل باہر آیا اور اس کے پاس آکر کھڑا ہوا۔

"وہ جاچکا ہے،اب تم بھی جاو۔اور ہمارا گاہک کا راستہ صاف کرو۔" کمر پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ایم.جی شرمندہ سا ہو کر آگے بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

....

زخرف واپس بلڈنگ پہنچی تو اسے بلقیس آنٹی جو کہ اس کے ساتھ بائیں والے اپارٹمنٹ میں رہتی تھیں اسی لڑکے سے باتیں کرتی نظر آئیں۔ وہ اپنے اپارٹمنٹ کے سامنے کھڑی تھیں اور وہ لڑکا ان کے سامنے مودب سا کھڑا مسکراتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا۔ تو وہ سڑیل مسکراتا بھی تھا؟ وہ ان کے قریب پہنچی تو بلقیس آنٹی اس کو دیکھ کر فوراً سے بولیں۔

"لو بھئی زخرف بھی آ گئی۔ میں اسی کی بات کر رہی تھی تم سے۔" وہ جو دوسری جانب منہ کیے کھڑا تھا اس نے مڑ کر زخرف کی جانب دیکھا اور اس کا چہرہ دیکھ کر لگتا تھا کہ اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا ہو۔

"زخرف یہ ارسم ہے۔ تمہارے ساتھ والے اپارٹمنٹ میں رہتا ہے۔ بڑا ہی کوئی شریف اور سلجھا ہوا بچہ ہے۔"

"واؤ، شریف بھی اور بچہ بھی۔" وہ دھیمی سی آواز میں بولی تا کہ بلقیس آنٹی تک آواز نا جائے۔ البتہ جسے سنانا تھا اس نے سن لیا تھا۔

"زخرف اس کے کچھ خاص مہمان آرہے ہیں اور یہ چاہتا ہے کہ سارا روایتی کھانا بنے، باہر سے آیا ہے نا۔ تم بتاؤ کھانا بنانے میں میری مدد کرو گی۔"

"رہنے دیں آنٹی، یہ مس جو بھی نام ہے انکا، مجھے لگتا ہے کافی مصروف رہتی ہیں۔ آخر ساری بلڈنگ والوں کے ناک میں دم کرنا تھکا دیتا ہو گا نا۔ کیوں ٹھیک کہا نا میں نے؟" مسکراتے ہوئے زخرف کو دیکھ کر بولا۔ زخرف کا دل چاہا اس کا منہ توڑ دے۔

"کیا مطلب؟" بلقیس آنٹی الجھ کر بولیں۔

"اس کا مطلب جو بھی ہو لیکن میں واقعی مصروف ہوں۔ میرا نہیں خیال میں آپ کی کچھ مدد کر سکتی ہوں۔" کہہ کر وہ اپنے اپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گئی۔

"چلو بیٹا مجھ سے جتنا ہوا میں کر دوں گی۔"

دروازہ کھولتے ہوئے زخرف کے ذہن میں ایک خیال کودا اور وہ فوراً سے انکی جانب مڑی۔

"ارے آنٹی یاد آیا کل تو اتوار ہے اسکا مطلب ہے میں آپکی مدد کر سکتی ہوں۔" پہلے بلقیس آنٹی کو دیکھا اور پھر تپانے والی مسکراہٹ سے اسے۔ "اور ویسے بھی ہمسائیوں کی مدد کرنے کا تو بہت زیادہ ثواب ہے اور ایسے ثواب والے کام میں ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔" وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ ٹھیک ہے بیٹا کل میں اور زخرف سارا کھانا وقت پر بنا دیں گے۔"

آنٹی بلقیس خوشی خوشی اپنے اپارٹمنٹ کے اندر چلی گئیں۔ وہ منہ میں 'شیطان کی چھوٹی بہن' بڑبڑاتا ہوا اپنے اپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گیا۔

'اس کا بدلہ کل لوں گی' وہ بھی اپنے اپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گئی۔

....

اگلا دن اتوار تھا اور وہ چاہتی تھی کہ آج یوسف نا آئیں لیکن وہ آ گئے تھے اور دن میں ہی آ گئے تھے۔ اس نے برتن دھوتے ہوئے وال کلاک کو دیکھا، بارہ بجنے والے

تھے۔اسے بارہ بجے بلقیس آنٹی کی طرف جانا تھا۔لاونج میں یوسف صوفے پر بیٹھے خبریں سن رہے تھے اور ایذا ان کے ساتھ بیٹھی تقریباً دو گھنٹے سے آنسوں بہا رہی تھی۔

"کم آن ایذا، تم کوئی چھوٹی بچی تو نہیں ہو۔" یوسف نے اس کی جانب دیکھ کر کہا۔اسے صبح صبح ہی سوشل میڈیا دیکھ کر پتا چلا تھا کہ اسکا سب سے فیورٹ سلیبرٹی جس پر اسے بہت بڑا کرش تھا اس نے شادی کرلی ہے اور وہ اس وقت سے روئے جا رہی تھی۔

"آپ کو نہیں پتہ کے بی اس وقت میرے دل پر کیا گزر رہی ہے۔" ٹشو سے آنکھیں پونچھتے ہوئے بولی۔

"رو ایسے رہی ہے جیسے اس نے پہلے اسی سے شادی کا ارادہ کیا تھا۔" زخرف نے برتن دھوتے ہوئے اسے مزید تپایا۔

"تم چپ رہو، تمہیں تو جیسے تمہارا فیورٹ پرسن مل گیا ہے نا۔ڈارسی، نام سے ہی چڑ سی لگتا ہے۔"

"ایک دفعہ اور کہو تو جیسے ان برتنوں کو دھو رہی ہوں ایسے تمہیں بھی دھو دوں گی۔"

"کم از کم میرا کرش زندہ تو ہے، تمہارا تو ہے بھی کاغذی۔" اس نے گود میں رکھے ٹشو باکس میں سے ایک ٹشو نکالا۔

"ہاں ہاں زندہ ہے مگر اس نے شادی کر لی ہے۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے میں جب چاہوں اسے دیکھ سکتی ہوں۔ تم تو یہ بھی نہیں کر سکتی۔"

"تم دونوں پاگل ہو گیا؟" یوسف انکی بغیر سر پیر کے لڑائی سے چڑ کر بولے لیکن وہ دونوں انکی جانب متوجہ نہیں تھیں۔

"فکشنل مین حقیقی مردوں سے بہتر ہوتے ہیں۔"

"لیکن وہ اگزسٹ نہیں کرتے۔"

"پھر بھی وہ بہتر ہوتے ہیں۔" زخرف نے ایذا کو کوئی پندرواں ٹشو نکالتے دیکھا تو برتن چھوڑ کر صوفے تک آئی اور صابن والے ہاتھوں سے ہی ٹشو کا ڈبہ اس کے ہاتھ سے کھینچا۔

"یہ ٹشو میں ہر مہینے تمہارے امیجنری بریک اپس کے لیے نہیں خریدتی۔"

"ندیدی۔" ایذا نے یوز ہوئے ٹشو سے ہی اپنے بچے کچھے آنسوں پونچ لیے۔

تقریباً بارہ بجے کے قریب یوسف چلے گئے۔ایذا ابھی بھی وہاں بیٹھی لیپ ٹاپ پر اپنے شادی شدہ کرش کی تصویروں کو دیکھتے ہوئے روئے جارہی تھی۔

"دیکھو تو سہی زی، کتنی منحوس لگ رہی ہے یہ لڑکی۔اس کی تو کپڑوں کی چوائس بھی اتنی بری ہے۔اس سے اچھی ڈریسنگ سینس تو میری ہے۔" زخرف کچن سے ایپرن پہنتے ہوئے نکلی اور افسوس سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"میں بلقیس آنٹی کے پاس جا رہی ہوں، انہیں میری مدد چاہیے تھی۔ کچھ دیر میں آجاؤں گی۔" زخرف کہتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ گئی البتہ ایزالیپ ٹاپ کی سکرین پر ہی جھکی رہی۔ اس نے تصویر کو زوم کیا اور چہرہ قریب کر کے بولی۔

"تم نے اچھا نہیں کیا میرے حق پر ڈاکہ ڈال کر۔" پھر چڑ کر لیپ ٹاپ دور کیا۔"یا اللہ جب قسمت اور پہنچ میں ہی بندہ نہیں ہوتا تو اس پر دل کیوں آجاتا ہے۔"

....

وہ آنٹی بلقیس کے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تو ارسم اسے سامنے ہی اوپن کچن میں کھڑا نظر آیا۔ وہ اپارٹمنٹ بھی زخرف کے اپارٹمنٹ کی طرز پر ہی بنا تھا۔ آنٹی بلقیس اپنے شوہر کے ساتھ اکیلی ہی رہتی تھیں۔ انکا ایک ہی بیٹا تھا جو شادی کے بعد یورپ شفٹ ہو گیا تھا۔ وہ ان دونوں کو سلام کرتی کچن میں آگئی۔

"زخرف قورما میں نے چڑھا دیا ہے، تم ایک کام کرو کباب تل لو۔" وہ سامنے چولہے کے پاس کھڑی تھیں۔ ارسم پیچھے کاونٹر کے ساتھ کھڑا سلاد کے لیے سبزیاں کاٹ رہا تھا۔

"آنٹی میں تو کہہ رہی تھی کہ بریانی بھی بنا لیتے ہیں۔" وہ ارسم کو دیکھ کر تپانے والی مسکراہٹ سے بولی۔ وہ اسکی بات پر ہلکا سا ہنس دیا۔

"ارے ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں، کیوں ارسم بیٹا بریانی بھی بنا دیں۔" وہ قورمے میں چمچ ہلاتے ہوئے بولیں۔

"رہنے دیں آنٹی آپ پہلے ہی اتنا سب بنا رہی ہیں۔ اور ویسے بھی میرے مہمان بریانی نہیں کھاتے۔" آخری جملہ زخرف کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ زخرف نے آنکھیں گھمائیں۔ وہ فریج سے کبابوں کا آمیزہ نکال کر وہی اس کے ساتھ کھڑی اس کے چھوٹے چھوٹے گولے بنانے لگی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا آنٹی بلقیس مکمل طور پر اپنے قورمے کی جانب متوجہ تھیں۔

"ویسے تمہاری شکل سے لگتا تو نہیں ہے کہ کوئی تمہیں کام دے گا لیکن پھر بھی کیا کرتے ہو۔" اس کی جانب جھک کر بے حد دھیمی آواز میں بولی۔

www.novelsclubb.com

"لڑکیوں کو اگنور۔" وہ بھی اسکی جانب جھک کر سرگوشی میں بولا۔ اتنی بے عزتی پر زخرف کچھ دیر بول نا پائی۔ وہ اس کے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جو مہارت سے سبزیاں کاٹ رہے تھے۔

"تمہیں کوکنگ آتی ہے؟" اب کے اونچی آواز میں بولی۔

"بھئی ارسم کو بہت اچھی کوکنگ آتی ہے، کل ہی اس نے مجھے اپنے ہاتھ کا بنا لزانیہ کھلایا ہے۔ بس اسکو دیسی کھانا بنانا نہیں آتا۔ ساری زندگی آسٹریلیا اور دبئی جو رہا ہے۔" آنٹی بلقیس بولتے ہوئے قورمے میں چمچ ہلا رہی تھیں۔ فضا میں قورمے کی خوشبو مزید تیز ہوتی گئی۔ زخرف نے حیران ہو کر ان کو دیکھا، ابھی ان دونوں کو ملے دیر ہی کتنی ہوئی تھی اور وہ اس کے بارے میں کتنا کچھ جان گئی تھیں۔ دروازے پر دستک ہوئی تو وہ دروازہ کھولنے چلی گئیں۔

"ویسے شکل سے تو تم یہیں کے لوکل لگتے ہو، کہیں آنٹی بلکیس کو تم نے کہانیاں تو نہیں سنائیں۔" اسے اس پر تھوڑا سا بھی بھروسہ نہیں تھا۔ اور ایکسینٹ کا کیا ہے، پریکٹس سے کوئی بھی بول لے۔

www.novelsclubb.com

"کیا تم ہر کسی کو ایسے ہی فضول طریقے سے جج کرتی ہو؟" اب وہ پیاز کاٹ رہا تھا۔ آنکھوں میں ہلکا سا پانی آگیا تھا۔

"مجھے کسی کو جج کرنے کا شوق نہیں ہے۔" وہ پین میں تیل ڈالتے ہوئے بولی۔ اور پین چولہے پر چڑھا دیا۔

"واو، یہ تو نظر بھی آرہا ہے۔"

"دل تو چاہ رہا ہے اس میں تھوڑا سا زہر بھی چھڑک دوں۔" وہ تھوڑی دیر بعد گرم تیل میں کبابوں کے گولے ڈالتے ہوئے بولی۔

"اس کے لیے تو تمہاری زبان ہی کافی ہے۔" اب وہ سبزیوں کو ٹرے میں سجا رہا تھا۔ آنٹی بلقیس کچن میں آئی تو وہ دونوں چپ کر گئے۔

زخرف مسلسل کھانا بناتے ہوئے یہی سوچ رہی تھی کہ وہ اس کے مطلق کچھ کیسے نکلوائے۔ اسکی آنٹی بلقیس کو بتائی ہوئی باتوں پر اس کو ہرگز یقین نہیں تھا۔ اب اس

www.novelsclubb.com

کے پاس ایک ہی راستہ تھا کہ وہ کھانا رکھنے کے بہانے اس کے اپارٹمنٹ میں جائے، وہاں کچھ نا کچھ تو اسے مل ہی جائے گا۔

'ستیاناس' وہ دل ہی دل میں بولی جب آنٹی بلقیس کھانے کی ٹرولی لے کر آئیں۔

"ارسم اس پر سارے برتن آجائیں گے، اس میں رکھ کر اکٹھے لے جاؤ۔" زخرف افسوس سے ان دونوں کو ٹرولی میں سارا کھانا رکھتے دیکھتی رہی۔ یک دم اس کے ذہن میں خیال آیا۔ فریج میں کسٹرڈ پڑا تھا۔ وہ انکو یاد نہیں کروائے گی، جب وہ سارا کھانا لے جائے گا پھر وہ نکال کر اس کو دینے جائے گی۔ گڈ۔

ٹرولی پر سامان رکھ کر ارسم اس کی جانب مڑا۔

"فریج سے کسٹرڈ نکال کر دینا۔" زخرف نے کسی سخت لفظ کو زبان پر آنے سے روکا۔ بھول کیوں نہیں گیا وہ اس بد تمیز کسٹرڈ کو۔ اس نے ڈونگا نکال کر زور سے اس کے ہاتھ پر رکھا۔ اور پھر افسوس سے اسے ٹرولی گھسیٹ کے لے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ کیا فائدہ ہوا اسے اتنا وقت برباد کر کے؟

www.novelsclubb.com

"لو جی، یہ تو میں بھول ہی گئی۔" زخرف فوراً سے آنٹی بلقیس کی جانب مڑی۔ وہ فریج کھولے کھڑی تھیں۔ انہوں نے ایک پیاری سی ٹوکری اندر سے نکالی جس میں پھل تھے۔

"یہ لو زخرف اسے پکڑ آؤ، بھلا پھلوں کے بغیر بھی کھانے کی میز پوری ہوتی ہے۔" اور زخرف کو تو یہی چاہیے تھا وہ فوراً سے پھلوں کی ٹوکری پکڑ کر باہر کو بھاگی۔

ارسم کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ بغیر ناک کیے اندر چلی گئی۔ وہ ناک کرتی تو یقیناً وہ اسے کبھی اندر نا آنے دیتا۔ اندر سے اپارٹمنٹ بلکل خالی تھا۔ صرف ایک صوفہ پڑا تھا۔ کچن کی شیلف پر کچھ کافی اور چائے وغیرہ کا سامان تھا۔ کچن کے ساتھ ہی چار کرسیوں والا ڈائننگ ٹیبل پڑا تھا جو وہ یقیناً آنٹی بلقیس کے گھر سے لایا تھا۔ خود وہ ٹیبل کے ساتھ کھڑا اس پر برتن رکھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر سیدھا ہوا۔

"آنٹی نے پھل بھجوائے ہیں۔" زبردستی مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"تور کھ دو۔" بلکل سنجیدگی سے بولا اور پھر سے برتن سیٹ کرنے لگا۔زخرف نے پھلوں کی ٹوکری میز پر رکھی اور گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔یقیناًاس کا سامان کمرے میں تھا۔صوفے پر اسے ایک فوٹو فریم پڑا نظر آیا۔فریم پر ٹیرس سے آتی سورج کی روشنی پڑنے کی وجہ تصویر صاف نہیں دکھتی تھی،البتہ ایک عورت کی ہلکی سی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ارسم نے سر اٹھا کر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔وہ صوفے کی جانب بڑھی۔لیکن اس سے پہلے کے وہ تصویر تک پہنچتی ارسم تیزی سے صوفے تک آیا اور تصویر پکڑ کر الٹی کر دی۔

"آخر ایشو کیا ہے تمہارا، مینرز نہیں ہیں کیا تمہیں؟" اب کے شدید غصے میں بولا۔

"میں بس۔۔۔۔" زخرف شرمندگی کے باعث کچھ بول نا پائی۔البتہ اسکا اتنا اونچا بولنا اسے بہت برا لگا تھا۔

"رکھ دیے ہیں نا پھل اب جاؤ یہاں سے۔" اسی طرح غصے میں بولا۔زخرف نے چہرہ اٹھایا۔ہونٹ غصے سے بھینچ رکھے تھے۔

"ایک تو میں نے تمہاری اتنی مدد کی ہے اوپر سے تم مجھ سے اس طرح سے بات کر رہے ہو۔ کم از کم تمیز سے بات کرنی چاہیے تمہیں مجھ سے۔" وہ یک دم پھٹ پڑی۔

"میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میری مدد کرو، تم خود ہی زبردستی کی مدد کرنے چلی آئی تھی۔" اب کے تھوڑا دھیرے بولا، البتہ چہرے کی سختی ہنوز تھی۔

وہ بغیر اسے کوئی جواب دیے جانے کے لیے تیزی سے مڑی۔ اسی لمحے ارسم بھی ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھا۔ ٹیبل باہر جانے کے راستے میں تھا۔ ارسم نے غصے کی حالت میں لوہے کی کرسی کھینچ کر باہر نکالی، اور کرسی کا بازوں تیزی سے گزرتی زخرف کے گھٹنے پر لگا۔ ایک دم اس کی کراہ نکلی۔ وہ وہی نیچے بیٹھ گئی۔ درد اتنا شدید تھا جیسے ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ ارسم فوراً اس کی جانب آیا۔

"تم ٹھیک تو ہو، آئی سوئیر میں نے جان بوجھ کر کرسی نہیں کھینچی۔" وہ اس کے پاس نیچے بیٹھا۔ زخرف نے دونوں ہاتھ گھٹنے پر رکھے تھے، دو تین آنسوں گال پر بہہ گئے تھے۔

"میں نے تم سے زیادہ بدتمیز انسان اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔" وہ درد سے کراہتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ بمشکل کھڑی ہوئی اور چلنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ابھی چلو مت، یہاں بیٹھ جاؤ پلیز۔" ارسم نے افسوس سے اسے دیکھتے ہوئے کرسی کی جانب اشارہ کیا۔ وہ اس کی بات نظرانداز کر کے آگے بڑھی۔ دو تین قدم چل کر ہی اس کی ہمت جواب دے گئی۔ اس نے جھک کر اپنے گھٹنے کو پکڑا اور ہاتھ ہونٹوں پر رکھ کر چیخ کا گلا دبایا۔ ارسم نے فوراً کرسی پکڑ کر اس کے پاس رکھی، اور اب کی بار وہ بیٹھ گئی۔

"میرے اپارٹمنٹ میں میری دوست ہے اسے بلا دو۔" اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اونچا اونچا روئے، لیکن وہ ایک اجنبی کے گھر یہ کام نہیں کر سکتی تھی۔ اسے برداشت کرنا تھا۔ ارسم اس کی بات پر سر ہلا کر باہر نکل گیا۔ وہ اس کے اپارٹمنٹ میں اکیلی تھی، لیکن جاسوسی کا خیال بھی اس کے ذہن سے نکل چکا تھا۔

کچھ دیر بعد ایزا ارسم کے ساتھ اس اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی اور زخرف کو دیکھتے ہی دوڑتی اس کی جانب آئی۔

"کیا ہوا ہے زی؟"

" گر گئی ہوں میں، سہارا دو مجھے۔" ایزا اسے سہارا دے کر اس کے اپارٹمنٹ میں لے آئی۔

"مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ تم اس لڑکے کے اپارٹمنٹ میں لینے کیا گئی تھی۔ اور گری کیسے؟" وہ صوفے پر لیٹی تھی اور ایزا ایک ربڑ کی گرم پانی کی بوتل اس کے گھٹنے پر رکھے اس کے پاس بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آنٹی بلقیس نے بھیجا تھا، کچھ سامان دینا تھا اسے۔ اچھا اٹھو پانی پلاؤ مجھے۔"

ایزا فریج سے پانی کی بوتل نکال رہی تھی جب اس کی نظر فریج کے پاس کاؤنٹر پر پڑے ایک کارڈ پر پڑی۔ وہ اس کارڈ کو بھی کو ساتھ اٹھا لائی۔

"یہ کس کا کارڈ ہے۔" زخرف کو پانی کی بوتل پکڑائی اور کارڈ کا دونوں طرف سے جائزہ لیا۔

"کیفے کے دنوں میں ایک لڑکا تھا، جو میرے ساتھ کام کرتا تھا۔ کچھ دنوں پہلے ملا تھا مجھے۔ اپنا کاروبار کر رہا ہے اب۔" وہ گھٹنے کو سہلاتے ہوئے بولی۔

"واؤ، فلورسٹ شاپ۔ نام کیا ہے اسکا۔ کارڈ پر تو نام نہیں لکھا۔"

"ایم جی۔" زخرف پانی کی بوتل کو منہ سے لگائے پانی پیتے ہوئے بولی۔

"ایم جی؟ یہ کیسا نام ہے؟"

"پتہ نہیں، سب یہی بلاتے تھے اسے۔ اصل نام یاد نہیں ہے مجھے۔" ایذا کچھ دیر زہریلی سی مسکراہٹ سے زخرف کی جانب دیکھتی رہی۔

"کیا مسئلہ ہے۔" زخرف چڑ کر بولی۔ وہ پانی کی بوتل رکھ کر دونوں ہاتھوں سے اپنے گھٹنے کا ہلکا ہلکا دبانے لگی۔ اب درد قدرے کم ہو گیا تھا۔

"ہینڈسم ہے؟"

www.novelsclubb.com

"ایذا۔۔"زخرف نے ایک کشن پکڑ کر اس کی جانب پھینکا جسے اس نے کیچ کر لیا۔"تم سے زیادہ شدید سنگل انسان بھی کوئی ہی ہو گا۔"

"ہاں تو کیا کروں، شادی کی عمر ہے میری۔"

"جا کر اپنا علاج کرواؤ اور میرا سر مت کھانا اب۔"

رات تک وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی تھی۔وہ چائے پیتے ہوئے ٹیرس پر آئی تو اسے اپنے اور ارسم کے ٹیرس کے بیچ کی منڈیر پر ایک سفید سا ڈبہ پڑا نظر آیا۔زخرف نے ڈبہ پکڑا تو اس کے نیچے ایک کاغذ پڑا تھا جس پر انگریزی میں کچھ لکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

،

Sorry, i didn’t do that intentionally‘

زخرف نے ڈبہ کھولا تو اس میں سے اسے اپنی فیورٹ خوشبو آئی۔اس میں بریانی تھی۔اس نے کاغذ کے دو ٹکڑے کر کے ارسم کے ٹیرس پر اچھال دیے اور بریانی لے کر اندر آ گئی۔اس سب میں بے چاری بریانی کا کیا قصور تھا۔

....

اگلے چند دن بہت عجیب تھے۔دفتر آتے جاتے زخرف کو لگتا تھا کہ کوئی اسکا پیچھا کر رہا ہے، لیکن جب وہ مڑتی تو کوئی نا ہوتا۔اس کے بعد اس نے ارسم سے بھی کوئی بات نہیں کی۔اگر کبھی وہ نظر آ جاتا تو وہ تیزی سے گزر جاتی۔وہ اس وقت کالی ٹی شرٹ اور ٹراوزر میں ملبوس تھی، پیروں میں جوگرز تھے۔کندھے پر جم بیگ ڈالے وہ شیشے کا دروازہ دھکیل کے اندر داخل ہوئی۔وہ صرف ویک اینڈز پر جم آیا کرتی تھی۔اندر آتے ہی اس کی نظر ارسم پر پڑی جو ٹریڈ مل پر بھاگ رہا تھا۔

"یہ یہاں بھی آ گیا۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی آگے بڑھی۔یہ چھوٹی سی جم تھی جو کہ اس کے اپارٹمنٹ بلڈنگ کے قریب تھی۔ٹریڈ مل ایئریا میں صرف تین مشینیں پڑیں

تھیں۔ایک پر ارسم تھا اور ایک پر کوئی اور، بیچ والی مشین خالی تھی۔وہ چلتی ہوئی مشین کے قریب آئی اور اپنا سامان نیچے رکھا۔ارسم کی اس پر نظر پڑی تو اس نے سر کو خم دے کر سلام کیا۔زخرف نے اسے مکمل طور پر نظرانداز کیا۔

"کہیں میرا پیچھا کرتے تو یہاں نہیں آئی۔" ہلکا سا مسکرا کر بولا۔زخرف نے کوئی جواب نہیں دیا البتہ دماغ اس کی جانب اتنا الجھا تھا کہ اس کا آدھا پیر مشین کے اوپر اور آدھا نیچے تھا کہ اس نے مشین کا بٹن دبا دیا۔یک دم وہ اپنا توازن کھو بیٹھی، اس کے ہاتھ پہلے زمین پر لگ گئے لہذا وہ بری طرح نہیں گری۔ارسم فوراً اپنی مشین روک کر اس کی طرف آیا۔

"تم ٹھیک تو ہو؟"

"تمہیں اس سے مطلب۔" وہ ہاتھ جھاڑتی ہوئی اٹھ گئی۔

"ویسے انسان کو اپنی صحت کے لحاظ سے کام کرنے چاہیے۔"

www.novelsclubb.com

"اوہ تو تمہیں لگتا ہے یہ جم کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔" ارسم نے کندھے اچکا دیے۔

"ٹھیک ہے، پھر کیوں نا مقابلہ ہو جائے۔ ابھی پتہ لگ جائے گا کہ کون زیادہ فٹ ہے۔" وہ بلکل سنجیدہ تھی۔

"کیسا مقابلہ؟" وہ اس کی بات پر کافی محظوظ ہوا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک ہال میں کھڑے تھے۔ ان دونوں کے سامنے تیس کلو کے دو بڑے ڈمبل پڑے تھے۔ سامنے ٹرینر سٹوپ واچ ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا۔

"آر یو شیور؟" ارسم نے حیرانی میں گھرے زخرف کی جانب دیکھ کر کہا۔ ٹرینر کے مطابق ان دونوں نے اس ڈمبل کو اوپر فضا میں بلند کیے رکھنا تھا۔

"بلکل، کیوں تم ابھی سے ڈر گئے کیا۔"

"میں تو تمہارے لیے فکر مند ہوں، تم یہ کیسے اٹھاو گی۔"

"میری نہیں اپنی فکر کرو۔"

ٹریز نے سیٹی بجائی تو ان دونوں نے ڈمبل پر ہاتھ جمائے اسے بلند فضا میں اٹھا لیا۔ٹریز اونچی آواز میں سیکنڈز گنتا جا رہا تھا۔

"ایک۔۔دو۔۔تین۔۔چار۔۔پانچ۔۔چھ۔۔سات۔۔آٹھ۔۔نو۔۔"اور ارسم نے ڈمبل نیچے پھینک دیا۔اس کے پھینکتے ہی زخرف نے بھی فوراً پھینک دیا۔وہ دونوں آدھے جھکے ہوئے گہرے گہرے سانس لے رہے تھے۔زخرف سانس لیتے ہوئے پیٹ پکڑ کر ہنستی بھی جا رہی تھی۔ٹریز ارسم کے پاس سے گزرتا ہوا اس کے کان کے قریب جھکا اور بولا۔

www.novelsclubb.com

" She's very strong "

"مجھے یقین نہیں آ رہا۔"وہ گہری سانسوں کے بیچ بولا۔

"تو کیا کہہ رہے تھے تم کہ مجھ جیسی لڑکی کو جم نہیں کرنی چاہیے۔" وہ ابھی بھی ہنستی جارہی تھی۔ارسم ٹھہر کر اسے دیکھنے لگا۔

"تم نے وہ بریانی کھائی تھی؟" دھیرے سے بولا۔اس بات سے زخرف کی ہنسی کو بریک لگی اور وہ سیدھی ہو کر آگے بڑھ گئی۔ارسم اس کے پیچھے آیا اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس کا راستہ روک لیا۔

"میں نے اس دن وہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا تھا زخرف۔"

"تم جانتے ہو میں نے یہ سب ابھی کیوں کیا۔" زخرف سنجیدگی سے بولی۔"تا کہ میں تمہیں بتا سکوں کہ میں کوئی کمزور لڑکی نہیں ہوں اور اگر تم نے مجھے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔"

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہوں۔"

"تو ٹھیک ہے پھر بتاؤ مجھے کون ہو تم؟" وہ کچھ دیر اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"میں اس بات کا قائل نہیں ہوں کہ تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتاؤں۔" نظریں چرا گیا۔

"تو تم نہیں بتاؤ گے۔" زخرف نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"ہاں، لیکن یہ بات ذہن سے نکال دو کہ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہوں۔ میری تو تم سے ملاقات ہی کچھ دن پہلے ہوئی ہے۔" زخرف سر جھٹک کر واپس ٹریڈ مل کی جانب بڑھ گئی۔ باقی سارا وقت ان دونوں نے کوئی بات نہیں کی۔

....

اگلے دن دفتر سے واپسی پر زخرف نے گاڑی ایک گروسری سٹور کے سامنے روکی۔ اسے بار بار لگ رہا تھا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ اس نے گاڑی سے نکل کر ادھر ادھر دیکھا۔ ساری دنیا اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھی۔ اس نے سر جھٹکا، شاید یہ اسکا وہم تھا۔ ایچ نے سب سچ کہا تھا اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں تھی، شاید اس نے اس کی باتوں کو سر پر سوار کر لیا تھا اسی لیے ایسے ہو رہا تھا۔ سامنے سٹور میں ایک سیکیورٹی گارڈ نے کلوز کے ٹیگ کو الٹا کیا تو اوپن سامنے آ گیا۔ آج سٹور اس وقت

کیوں کھل رہا تھا؟آج جمعہ تو نہیں تھا۔ خیر وہ آگے بڑھ گئی۔ سٹور ابھی کھلا تھا لہذا اندر کوئی گاہک نہیں تھا۔وہ ایک باسکٹ پکڑے گروسریز کی جانب آ گئی۔اس نے ایک پاستہ کا پیکٹ پکڑا تو اس کا دھیان سامنے کی شیلف پر پڑا۔وہاں اوٹ میں کوئی کھڑا تھا۔اسے وہ شخص ارسم کی طرح لگا تھا۔اگلے ہی لمحے اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔اس سے پہلے کے وہ پیچھے مڑتی ایک ہاتھ نے اس کے منہ پر زور سے رومال رکھ دیا۔اس کی چیخ نکلی لیکن رومال کے اندر ہی دب گئی۔پاستہ اور گروسریز کی ٹوکری اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئے۔ہوش گنوانے سے پہلے زخرف نے اسی شیلف کی جانب دیکھا تھا۔وہاں اب کوئی نہیں تھا۔چند ہی سیکنڈز میں وہ روئی کے گالے کی طرح ہلکی ہوئی زمین پر گرتی چلی گئی۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو اسکا سر کسی تیس کلو کے ڈمبل کی طرح بھاری تھا۔کچھ دیر وہ گھومتے ہوئے سر کے ساتھ فضا میں گھورتی رہی۔اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ وہ کہاں ہے اور کیوں ہے لیکن دماغ سن تھا۔وہ بمشکل بازوؤں پر وزن ڈال کر اٹھ کر بیٹھی اور اپنے ارد گرد نظر دوڑائی۔وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے وہ بیڈ پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیٹی تھی۔بیڈ کے علاوہ صرف وہاں ایک لکڑی کی الماری پڑی تھی۔یک دم سے اس کے دماغ میں جھماکا ہوا اور اسے سب یاد آگیا۔وہ گروسری سٹور پر گئی تھی، سٹور بلکل خالی تھا اور وہ شخص جو اسے شیلف کی اوٹ میں نظر آیا تھا وہ ارسم ہی تھا۔وہ بیڈ سے اتری اور ننگے پیر چلتی ہوئی دروازے تک گئی، وہاں اس کا جوتا نہیں تھا۔دروازہ لاک تھا، زخرف نے دروازہ نہیں بجایا۔بلکہ وہ دوسرے دروازے تک گئی اور اسے کھولا۔وہ واش روم تھا۔وہ اندر آئی اور شیشے کے سامنے کھڑی ہوگئی۔اس کا مطلب ایچ نے سب سچ کہا تھا۔وہ لوگ اس کی زندگی میں پھر سے آچکے ہیں۔اور وہ واقعی اگزسٹ کرتے ہیں۔اور ارسم؟اس پر اسکا شک بلکل درست تھا۔اسکا دشمن اس کا ہمسایہ بن کر رہ رہا تھا؟اور وہ اس کے ساتھ مل کر کھانے بنا رہی تھی۔اس نے کانپتے ہاتھ سنک کے کناروں پر رکھے۔آنسوں ٹپ ٹپ سنک کے اندر گرنے لگے۔سر میں مائگرین کی ٹیسیں بڑھتی جا رہی تھیں۔

....

جاری ہے۔۔۔

www.novelsclubb.com